بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۹ | ۲۷ اخاء ۱۳۳۹ھ ش | ۶ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ | ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۳

تحریکِ احمدیت پر ایک طائرانہ نگاہ

از مکرم مسٹر تاج رحمانی صاحب صدر مہاراشٹر اردو سوسائٹی مہاراشٹر اسٹیٹ بمبئی

یہ شاید ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے!

جب حیوانیت کا ننگا ناچ منظرِ عام پر ہو رہا تھا.... جب تباہی اور بربادی کے مہیب ناگ دیوپیکر قہقہے لگا رہے تھے.... جب امن و امان کو غارت کرنے والے برہنہ شعلے فضا میں چاروں طرف رقص کر رہے تھے. جب آدمی کی کس مپرسی پریشان عالم کے گھروں میں شادیانے اور شہنائیاں بج رہی تھیں.... جب انسانیت کا درس دینے والے خود ہی دامنِ انسانیت کی دھجیاں اُڑا رہے تھے.... شرافت سر در گریباں اخلاق حیراں. ننگ و ناموس پریشاں. ہمدردی و ایثار ماتم کناں اور آدمی کی اس درندگی پر عظمتِ آدم "فرازِ عرش سے گر کر تحت الثریٰ میں اوندھے منہ پڑی ہوئی سسکیاں لے رہی تھی.

جی ہاں یہ ۱۹۵۳ء ہی کا واقعہ ہے!

جب اہنسا کے اہنسک کی غارت گری کے لئے میدان کارزار برپا کر رکھا تھا... جب خدا کے نام لیوا خدا کے نام لیواؤں پر خدا کی زمین تنگ کر رہے تھے.... جب اسلام کا ایک فرقہ اسلام کے دوسرے فرقے پر اس زندگی کے تمام دروازے بند کر دینا چاہتا تھا جو خدا کی عطا کردہ تھی..... جب مذہب کے نام پر خون کی ہولی کھیل جا رہی تھی.... جب تاریخ اپنی صدیوں کی روایات کو دہرا رہی تھی اور ہندو پاک کے تمام اخبارات اس سانحۂ عظیم کی خبروں اور روداد سے سیاہ نظر آتے تھے.

لیکن یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ:-
تاریخ میں ایک خونی باب کے اضافے کے سوا کچھ بھی نہیں کیونکہ کربلا سے لے کر بنو عباس کے آخری دور تک اس قسم کے ہزاروں خونی واقعات تاریخ کے صفحات پر بکھرے پڑے ہیں. اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ ایسے جان لیوا حالات اور خونچکاں حادثات اُبھرتی ہوئی تحریکوں کو کبھی نہیں دبا سکے بلکہ ان کے اُبھرنے اور پھیلنے میں ان سانحات کا زیادہ سے زیادہ ہاتھ رہا ہے.

۱۹۵۳ء میں میں نے پہلی مرتبہ احمدی تحریک پر سنجیدگی سے غور کیا اور یہ واقعہ ہے کہ اسی سانحے کے ذریعہ میرا پہلا اور مکمل تعارف اس تحریک سے ہوا کیونکہ اس ہنگامے سے قبل جس قدر باتیں احمدی تحریک سے متعلق وقتاً فوقتاً کان میں پڑتی رہتی تھیں وہ صرف مخالفانہ تھیں جن کی وجہ سے تصویر کا صرف ایک رخ نگاہوں کے سامنے تھا. مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے اپنے ہر بزرگ، ہر اُستاد اور ہر مولوی صاحب سے یہی سُنا کہ "احمدی تحریک کفر کی تبلیغ و اشاعت کرتی ہے. قادیانی لوگ کافر ہیں اور دوسروں کو بھی کافر بناتے ہیں. ان کا خدا الگ. ان کا رسول الگ ان کا قرآن الگ ان کی تفسیر الگ ان کا مشرب و مذہب الگ. غرضیکہ ہر چیز مسلمانوں سے الگ ہے. ان کی کتابیں ہرگز ہرگز نہیں پڑھنی چاہئیں کیونکہ ان کے پڑھنے سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے. نوجوانوں اور ناپختہ شعور لوگوں کو ایسے ماحول اور ایسی کتب کے مطالعہ سے باز رکھنا چاہیئے"

غرضیکہ. اور اسی قسم کے خیالات سنتے سنتے اس تحریک سے کوئی خاص دلچسپی اُ
اُنسیت نہیں رہی تھی. مگر ۱۹۵۳ء کے سانحے نے تحقیق اور تجسس کی جبلت پر تازیانے کا کام کیا. روزانہ اخبارات کی خبروں نے شعور کو اس قدر جھنجھوڑا کہ آخر کار میں نے اپنی تسلی اور تشفی کے لئے احمدی تحریک .... اور بانی احمدی تحریک کے متعلق معلومات فراہم کرنا ضروری خیال کر لیا تاکہ تصویر کا دوسرا رخ بھی سامنے آجائے ـــــ

تھوڑی سی جدوجہد اور چھان بین کے بعد میں مطالعہ کی منزل میں داخل ہو گیا گو یہ امر واقعہ ہے کہ میں اپنی بے حد مصروفیت کی بنا پر اور کچھ ناموافق حالات کے تحت نہ تو احمدی تحریک کا مکمل لٹریچر پڑھ سکا ہوں اور نہ احمدی تحریک کے بانی کی تصانیف و تالیف سے ابھی تک پوری طرح استفادہ کرنے کا موقعہ ملا ہے (ممکن ہے کبھی حالات اور فرصت اس تمنا کی تکمیل کی اجازت دیں) مگر یہ ضرور ہے کہ میں نے اپنے قیمتی اوقات کی قربانی دے کر جس قدر مطالعہ کیا ہے اور جو کچھ حالات معلوم کئے ہیں وہ میرے ذہنی سکون اور قلبی تشفی کے لئے کافی ہیں.

اس مقام پر پہنچ کر ذہن میں ایک خدشہ اُبھرا ہے لہٰذا کسی غلط فہمی کے وارد ہونے سے پیشتر یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے عقائد کا اظہار بھی کر دوں ـــ میں حنفی ہوں اور میرا پورا خاندان اسی عقیدے کے تحت صدیوں سے معروف ہے. اگرچہ میں اپنے خاندان کی خاکِ پا بھی نہیں ہوں مگر بزرگ شفقت فرماتے ہیں احباب نوازتے اور محبت کرتے ہیں. اور شاید بزرگوں کی کرم فرمائیوں اور دوستوں کی بے پناہ نوازشوں ہی کا نتیجہ ہے کہ میں گستاخی اور بے باکی کی حدود میں داخل ہو کر بھی حقائق بیان کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتا. میں نے کسی حقیقت کے اقرار میں کبھی شرم محسوس نہیں کی اور یہی وجہ ہے کہ یہ مقالہ آج سپردِ قلم کر رہا ہوں.

دنیا میں ہزاروں تحریکیں اُٹھیں اور دبا دی گئیں مگر کچھ ایسی تحریکیں بھی ہیں جو دب کر اور اُبھرتی گئیں اُن میں ایک اسلامی تحریک بھی شامل ہے. اسلام کو جس قدر دبانے کی کوششیں کی گئیں اسلام اُسی قدر اُبھرتا چلا گیا. اور اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی بلکہ اب تو اسی اُبھرنے کو اسلام کی فطرت کہا جاتا ہے اور یہ امر واقعہ بھی ہے کیونکہ کسی حقیقت پر حالات یا زمانہ کبھی پردہ نہیں ڈال سکے. تاریخ کے آغاز سے لے کر آج تک ہزاروں مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں البتہ اس سلسلے میں یہ نکتہ یاد رکھنے کی چیز ہے کہ جب کسی مورخ یا محقق کا قلم اُٹھتا ہے تو اکثر تحریکات کے پس منظر کی جستجو میں صاحب تلاش کو بڑی کدوکاوش کے بعد بھی صحیح ماخذ نہیں ملتا کیونکہ صدیوں کے دبیز پردے حقائق کو اپنے دامن میں لپیٹ کر روپوش ہو چکے ہیں. اور زمانے کی تہہ در تہہ گرد نے حالات کے آئینہ کو اس قدر دھندلا کر دیا ہے کہ اس میں کسی صورت کے نقش و نگار واضح طور پر نظر نہیں آتے اس لئے اکثر روایات پر قناعت کی جاتی ہے. مگر باایں ہمہ تحقیقات کرنے والے اپنی زندگیاں صرف کر کے کچھ نہ کچھ سچائیاں ڈھونڈ ہی لاتے ہیں جن پر اُن کی نگارشات کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں.

ان تمام باتوں کے پیشِ نظر مجھے یہ کہنے اور لکھنے میں بڑی آسانی محسوس ہو رہی ہے کہ چونکہ احمدی تحریک موجودہ عہد کی تحریک ہے. اس لئے اس کے پس منظر کو جلد از جلد حاصل کر لینے میں مجھے زیادہ دشواریاں پیش نہیں آئیں ورنہ یہ سنگلاخ راہگذار طے کرنا میرے لئے اس اقتصادی دور میں جوئے شیر لانے کے برابر تھا.

احمدی تحریک کی اصلیت اور اس کے پس منظر کو سمجھنے کے لئے حالات و واقعات پر غور و فکر اور مطالعہ کے بعد سیاسی اور ذاتی مخالفتوں کے پروپیگنڈے کے بہت سے پردے جو میری نگاہوں کے سامنے پڑے ہوئے تھے وہ یک بعد دیگرے

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۲ اکتوبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ
"حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے".
احباب جماعت حضور انور کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں.

ربوہ ۱۰ اکتوبر مجلس خدام الاحمدیہ کا انیسواں سالانہ اجتماع دینی و روحانی تربیت دعاؤں اور ذکر الٰہی کی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو گیا. محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام سے خطاب کیا.

قادیان ۲۵ اکتوبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی بیگم صاحبہ کو گذشتہ پیر کے روز سے پتہ کے متورم ہو جانے کی وجہ سے تکلیف شروع ہوئی اور منگل کے روز ۱۰۵ درجہ تک حرارت ہو گئی پرسوں سے ٹمپریچر نارمل ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے تشویشناک بیماری سے صحت ہو رہی ہے. آرام آ رہا ہے. البتہ ابھی کمزوری بہت ہے احباب سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں.
محترم صاحبزادہ صاحب اور ہر دو صاحبزادیاں بفضل تعالیٰ خیریت سے ہیں. الحمد للہ.

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا.

اُٹھتے چلے گئے۔ حقائق روزِ روشن کی طرح سامنے آگئے اور میں بڑے خلوص و سنجیدگی سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ مخالفتوں اور مخاصمتوں کا یہ طوفان اور احمدی تحریک سے عداوت کی اس شدید آندھی کے پس منظر میں کچھ ایسے عناصر شدت سے کام کرتے رہے ہیں جن کے ذاتی مفادات کو زبردست ٹھیس پہنچی ہے۔ خواہ اس میں آپس کی رنجشوں کے اثرات کام کرتے رہے ہوں یا برسوں کے مذہبی اقتدار پر لگنے والی ضربوں کا احساس ہو، یقیناً ان میں سے کوئی چیز ضرور ہے گویا۔

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

چونکہ میں نہ تو مولوی ہوں نہ مفتی اس لئے شرع کی باریکیاں تو عرض نہیں کر سکتا لیکن جہاں تک ایک متلاشی حق کا تعلق ہے اور جس حد تک میرا مطالعہ اجازت دیتا ہے میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدی تحریک یقیناً پر وقت اور بڑی معارف ... بنیادوں پر اُٹھی اور تحریک کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بڑی صفائی اور سچائی سے ہر بات کا جواب دیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں بہت زیادہ خلوص، بڑی جانسوزی اور بڑا درد ہے۔

اس وقت میرا مقصد مرزا صاحب کی تصانیف و تالیفات کا جائزہ لینا نہیں ہے یہ کام میں بشرط فرصت و حیات پھر کبھی انجام دوں گا لیکن چونکہ ضمنی طور پر اس کا ذکر آگیا ہے اس لئے مرزا صاحب کے پیغام کو سمجھنے اور اس پر فکر کرنے کے انداز کے متعلق چند باتیں ضرور عرض کروں گا۔

روایات کے ماحول میں پرورش پائے ہوئے ذہن چونکہ آزادیٔ افکار سے محروم ہو جاتے ہیں اس لئے ان میں اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ حقائق کے حسین رُخ پر پڑے ہوئے موٹے موٹے پردے بے جھجک نوچ دیں اس کے لئے ضرورت ہے کہ جرأت و کردار کی بلندی پیدا کرنے کے لئے ظرف و نظر کو شرح و بسط سے وسعت دی جائے۔ اور آزادانہ فضا میں سوچنے سمجھنے اور کچھ کہنے کے لئے ماحول اور مواقع فراہم کئے جائیں۔ لیکن ہمارے سماج پر مختلف قسم کی غلط یا بے جا پابندیاں۔ حالات اور روایات پر عجیب و غریب قسم کی رنگ آمیزیاں اور مذہب پر ہمیشہ صدیوں کا فرسودہ اقتدار اس کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ سماج کے ٹھیکیدار۔ رسم و روایات کے پاسبان اور مذہب کے بزعم خود دعویداران اپنے عالیشان قلعہ اور محلات کو گرتے ہوئے اور مسمار ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ اور یہی "ذہنیت قدیم" حفاظت خود اختیاری کے پیش نظر معاندانہ روش اختیار کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ کیونکہ یہ سب کے سب خود غلط قسم کے لوگ یہ بات واضح طور پر جانتے ہیں کہ اگر حقیقتیں بے نقاب ہو گئیں تو ہمارے صدیوں پرانے اقتدار کو شہر خموشاں میں پناہ لینی پڑے گی۔

"ظرف و نظر" کی وسعت کے ساتھ روایتی ڈگر سے ہٹ کر جو بھی احمدی تحریک کا مطالعہ کرے گا میرے خیال سے یقیناً وہ اس نتیجے پر ضرور پہنچے گا کہ احمدی تحریک کے متعلق اسلام کے دیگر فرقوں میں جو غلط قسم کا پروپیگنڈہ ہے وہ صد درجہ گمراہ کن ہے مثلاً "احمدی فرقے کے لوگ حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان نہیں مانتے ہیں" اور شاید یہی سب سے بڑی وجہ اختلاف ہے حالانکہ یہ غلط الزام اور شدید دروغ گوئی ہے اور یہ افتراء بالکل ایسا ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ "چاند کی کرنیں انگارے اُگلتی ہیں" ۔۔۔۔ میں نے اس تحریک کا جس قدر لٹریچر پڑھا ہے اس میں یہ بات کہیں سے کہیں تک نظر نہیں آتی بلکہ احمدی تحریک کے بانی مرزا صاحب نے ہر جگہ اپنے آپ کو اُمتی کہا ہے اور بڑے فخر سے کہا ہے اور جس جگہ رسول اکرم کا نام لیا ہے اُسی التزام و احترام کے ساتھ لیا ہے جس طرح اسلام کے دیگر فرقے نبی آخر الزمان کا نام لیتے ہیں۔ قطع نظر اسباب کے مرزا صاحب کی تصانیف کے اقتباسات کا ایک مجموعہ "محامد خاتم النبیین" مندرجہ بالا الزام کو لغو اور مہمل ثابت کرتا ہے

اصل میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ صاف صاف حقائق کے باوجود اسلام کے دیگر فرقوں میں یہ پروپیگنڈہ کہ احمدی ختم نبوت کے قائل نہیں جس سنجیدہ قرار ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں کیونکہ احمدیت سے دور رکھنے کے لئے عوام کے کمزور عقائد سے کھیلنا ضروری تھا

اس لئے صد درجہ گمراہ کن افواہیں بڑی شدت کے ساتھ مشہور کی گئیں اور مخالفوں کی تخریبی تمام مشینری یہ کام کرتی رہی نتیجۃً غلط قسم کی افواہیں مشہور ہوئیں اور اس طرح مشہور ہوئیں کہ عوام کے ذہنوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رچ بس گئیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ذہنوں کو بتدریج ایک صاف و شفاف سطح پر لایا جائے تاکہ سوچنے اور سمجھنے کا انداز بدلے اور پھر اس نئے اندازِ فکر سے اور بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو۔ اس سلسلے میں احمدی تحریک کے روشن خیال، ذہین اور تعلیم یافتہ حضرات موجودہ دور کی "واقعی برکات" سے بہت زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور تحریک کے انہیں ذہین حضرات کی بدولت انسانی برادری اپنا حق اس تحریک سے پا سکتی ہے

احمدی تحریک پر منجملہ دیگر الزامات کے ایک بڑا مضحکہ خیز الزام یہ بھی ہے کہ "یہ لوگ کافر ہیں" ۔۔۔ میں نے اس سلسلہ میں موافق اور مخالف دونوں قسم کا لٹریچر پڑھا اور دیگر مختلف ذرائع سے تحقیقات کی اور جب میں اس نتیجے پر پہنچا تو مجھے کوئی تعجب نہیں ہوا کہ زیادہ تر جماعتیں "کافر ساز فیکٹریاں" ہیں۔ جو مدت دراز سے مسلمان بنانے کی بجائے کافر بنانے کا فرض بڑے انہماک اور اہتمام سے انجام دے رہی ہیں۔ ہر جماعت دوسری جماعت سے دست و گریبان ہے اور ایک دوسرے کو کفر کی حد تک سمجھتی ہے۔ اور یہی ان کا وہ کارنامہ ہے جو کفر کے فتووں کی صورت میں دفتر بے معنیٰ بنکر آئندہ آنے والی نسلوں کو وراثت میں ملے گا ۔۔۔ ایسی صورت حال میں احمدی جماعت پر کفر کا الزام کسی تاریخی اخلاقی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن اپنی معلومات کے اس حصہ پر مجھے حیرت ضرور ہے کہ موجودہ دور میں عرصہ دراز سے بقائے اسلام اور تبلیغ اسلام کا فرض مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک اگر کوئی جماعت مجاہدانہ انداز سے انجام دے رہی ہے تو وہ صرف احمدی جماعت ہے۔ میں نے تفصیل سے اس مسئلہ میں احمدی جماعت کا جائزہ لیا تو حیرت سے میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ۔ امریکہ۔ آسٹریلیا اور دنیا کے دور دراز علاقوں میں جماعت احمدیہ کے عالمگیر تبلیغی مشن، دن رات خدا اور اس کے رسول کا نام اور اسلام کا پیغام پہنچانے میں تاریخی جد و جہد کر رہے ہیں اور مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ اپنے مقاصد یعنی کلمۂ حق بلند کرنے میں نمایاں طور پر کامیاب ہیں۔ احمدیہ مسلم مشنز اور اُن کے تحت کام کرنے والی شاخوں کی کارگزاری پر اگر میں تفصیلی روشنی ڈالنے کا بھی ارادہ کروں تو اس مقالے کی تنگ دامانی مجھ سے ایک الگ کتاب کی تصنیف کا مطالبہ کرے گی۔ اور میرے حالات اس کی ہرگز اجازت نہ دیں گے کہ میں کوئی تحقیقی و تاریخی کام اپنے ذمہ لوں اس لئے صرف مندرجہ ذیل سطور پر اکتفا کرتا ہوں۔

احمدیہ مسلم مشنز نے دنیا کی سینکڑوں زبانوں میں بے تعداد اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے اور کر رہے ہیں اور اس وقت تک دنیا کی بیوہ مشہور زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم مکمل موجود ہیں اور کروڑوں عوام و خواص تک قرآن حکیم کے نسخے پہنچ چکے ہیں۔ انگریزی۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ ڈچ۔ سواحیلی۔ مشرقی افریقہ۔ سنہالی۔ ملائی اور بیرونی زبانوں میں اسلامی عقائد و تعلیمات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور انگریزی۔ جرمنی۔ ڈچ۔ فرانسیسی۔ عربی۔ انڈونیشین اور دنیا کی دیگر زبانوں میں تبلیغی اخبارات و رسائل کی ایک طویل فہرست ہے جس سے غیر مسلم دنیا کے کروڑوں افراد اسلامی عقائد، قرآنی تعلیمات اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات سے استفادہ کر کے حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے رہتے ہیں۔

میں زیادہ تفصیلی بحث میں نہیں جانا چاہتا ورنہ یہ بتاتا کہ احمدیہ مشن کا یہ وہ تاریخی کارنامہ ہے جو تاریخ عالم میں اسلام کی سربلندی اور امن و انسانیت کا پیغام پہنچانے میں زریں باب کی حیثیت سے ابد الآباد تک یادگار رہے گا۔

یہ تمام کار ہائے نمایاں میرے سامنے ہیں اور میں ورطۂ حیرت میں غوطہ زن ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ "بار الٰہا" کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو تیری راہ میں اور تیرے رسول کی محبت میں دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک تبلیغ دین فطرت کا دشوار ترین کام حیرت انگیز طور پر انجام دے وہ "کافر" کہلائے اور اگر کفر اسی کا نام ہے جو احمدی جماعت تبلیغ اسلام کے ذریعہ کر رہی ہے تو اے قادر مطلق میری دلی تمنا ہے کہ تمام دنیا کے لوگ کافر ہو جائیں ۔۔۔

باتوں کا وقت گذر چکا اب عمل اور صرف عمل کرنے کا وقت ہے

اب اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم اپنے عمل سے کس حد تک اپنے دعوؤں کو سچا ثابت کر دکھاتے ہو!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

خدام الاحمدیہ دہلی سے خطاب

فرمودہ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۶ء۔ بعد نماز ظہر بمقام ۸ یارک روڈ دہلی:

تشہد اور تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے بولنا اور تقریر کرنا اپنے دل کی صفائی اور دوسروں کے دلوں کی صفائی کے لئے بنایا ہے۔ لیکن اس چیز کو دنیا نے آہستہ آہستہ تماشا اور کھیل کا ذریعہ بنا لیا ہے جتنی جتنی نیکی ترقی کر رہی ہے۔ اتنا ہی شیطان اسے بدلنے کی کوشش کر رہا ہے دوسروں کو نصیحت کرنا ایک بڑی نیکی ہے

نصیحت کے معنے

اخلاص اور خیر خواہی کے ہیں۔ جب کوئی کہتا ہے کہ میری خیر خواہی کرو اور میرے لئے اچھا راستہ تلاش کرو۔ لیکن اب اس چیز کو بھی لوگ کھیل اور تماشے کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ اور آج کل کے نوجوان عجیب مرض میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ کوئی ایسا عمل کریں جو ان کی زندگی کو کامیاب بنانے والا اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے والا ہو۔ یہ رٹ لگائے جاتے ہیں کہ ہمیں کوئی نصیحت کریں۔ چنانچہ جب بھی وہ کسی لیڈر یا رہنما سے ملتے ہیں تو جھٹ کاپی آگے کر دیتے ہیں کہ اس پر کوئی نصیحت لکھ دیں۔ غرض لفظ ہدایت ارشاد اور

نصیحت ایک مشغلہ سا بن گیا ہے

اور اتنا قیمتی لفظ جس کے لئے بڑے بڑے مفکر اور مدبر پیدا ہوتے آئے ہیں محض ایک رواج بن گیا ہے۔ پچھلے دنوں کچھ نوجوان میرے پاس بھی آئے اور میرے سامنے کاپیاں پیش کیں۔ کہ کوئی نصیحت لکھ دیں میں نے ہر ایک کی کاپی پر یہ لکھا کہ لغو باتوں سے اسلام روکتا ہے۔ وہ میرے اس فقرہ کو پڑھ کر بہت خوش خوش گئے کہ گویا میں نے ان کی خواہش کو پورا کر دیا۔ ان کو یہ سمجھ نہ آیا کہ میں نے ان کے فعل پر طنز کی ہے

یہ ہمارے ملک کے لوگوں کی عادت ہے

کہ جب کوئی نئی بات نکلے فوراً اس کی تقلید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھ سے خدام الاحمدیہ دہلی کے عہدیداروں نے یہ خواہش کی ہے کہ میں ان کو کچھ نصیحتیں کروں۔ جہاں تک باتوں کا تعلق ہے وہ بہت ہو چکی ہیں اور باتوں کا زمانہ بہت لمبا ہو گیا ہے باتیں یا سونے کے لئے کی جاتی ہیں۔ یا کام کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ راتوں کو مائیں بچوں کو سلانے کے لئے باتیں سناتی ہیں۔ اور دن کو لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ اس طرح ان کو کوئی معقول بات مل جائے جو ان کے کام میں آسانی پیدا کرے ہماری باتیں سونے کے لئے نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ایسے مصائب اور دکھوں کے زمانہ میں سونا موت سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا۔ باقی رہی دوسری باتیں جو کام میں آسانی پیدا کرتی ہیں۔ وہ بھی کافی ہو چکی ہیں اور مزید باتوں کی کوئی خاص ضرورت نظر نہیں آتی۔ ہمارے سلسلہ کو قائم ہوئے ۵۷ سال ہو گئے ہیں جس نے اس عرصہ میں باتوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اب آئندہ کی باتوں سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھائے۔ جس شخص نے ان نشانات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ آئندہ ظاہر ہونے والے نشانات اسے کب فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ۔

کیا مومنوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ خدا تعالیٰ کے ذکر اور خدا تعالیٰ کی عظمت سے ان کے دل ڈر جائیں۔ میں بھی یہی نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ کیا ابھی باتوں کا وقت ختم نہیں ہوا اور کیا اب تک کام کا وقت نہیں آیا کیا اب تک کافی نصیحتیں نہیں ہو چکیں۔ جن کے بعد طریق عمل اور ہدایت کا رستہ واضح ہو جاتا ہے اگر تمہارا طریق عمل یقینی طور پر واضح ہے۔ تو زمانہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ تم اپنی زندگی کو اس سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کرو اگر تمہاری آنکھیں کھلی ہیں۔ اگر تم اپنے اندر فکر کا مادہ رکھتے ہو تو تمہیں سوچنا چاہیئے کہ مسلمان کیا تھے اور کیا بن گئے۔ اور مسلمان کہاں تھے اور کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ مسلمان نوجوان جغرافیہ پڑھتے ہیں۔ نقشہ دیکھتے ہیں۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ ان کے دل کیوں بیٹھ نہیں جاتے۔ کیوں ان کے دلوں میں درد اور اضطراب پیدا نہیں ہوتا ایک دن وہ تھا کہ سارا نقشہ اسلامی حکومتوں کے رنگ سے رنگین تھا۔ یا آج یہ حالت ہے کہ یورپین حکومتیں دنیا پر چھائی ہوئی ہیں اور مسلمان ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے حالانکہ

ایک زمانہ وہ تھا

کہ اسلامی رنگ نقشہ پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک بکھرا ہوا تھا چین میں سینکڑوں سال تک مسلمانوں نے حکومت کی ہے یہاں تک کہ آج تک بھی جاپانی مائیں اپنے بچوں کو یہ کہہ کر ڈراتی ہیں کہ چپ چپ کر۔ جو جو یعنی مسلمان آ گیا۔ امریکہ میں بھی بعض مسجدیں پائی گئی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ وہاں تک مسلمان پھیلے ہوئے تھے۔ اور فلپائن وغیرہ میں بھی مسلمان موجود تھے غرض کوئی گوشہ دنیا کا ایسا نہ تھا جہاں اسلامی حکومت قائم نہ تھی وہ حکومتیں ملکی حکومتیں تھیں۔ امپیریلزم نہ تھا الا ماشاء اللہ اگر کسی زمانہ کے مسلمانوں نے کوئی غلطی کی ہو تو وہ اپنی غلطی کے آپ ذمہ دار تھے اسلام ذمہ دار نہیں مجھے حیرت آتی ہے کہ ان باتوں کو معلوم کر کے بھی مسلمانوں کے دلوں میں معمولی سی گدگدی بھی پیدا نہیں ہوتی جب کسی زمیندار کے بیٹے سے پوچھا جائے کہ آپ کس خاندان سے ہیں تو وہ کہنا شروع کر دیتا ہے کہ میں فلاں چوہدری کا بیٹا ہوں فلاں چوہدری کا پوتا ہوں۔ لیکن مسلمانوں کے دل اس بات کو نہیں سوچتے کہ ہم کن لوگوں کی اولادیں ہیں۔ اور ہمارے آباء و اجداد کس شان کے لوگ تھے ساتویں صدی میں جبکہ مسلمان بہت کچھ گر چکے تھے۔ اس گرے ہوئے زمانہ میں بھی مسلمانوں کے اندر اسلام اور

مسلمانوں کے لئے غیرت

موجود تھی۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ خلافت بغداد بالکل تباہ ہو کر ریاستوں کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ لیکن نام باقی تھا کہتے ہیں کہ ہاتھی مرا ہوا بھی سوا لاکھ کا ہوتا ہے۔ خلافت ٹوٹ گئی گو بغداد بھی ان کے قبضہ میں نہ رہے تھے۔ صرف بغداد میں ہی ان کی حکومت محدود تھی باقی سب جگہ دوسری بادشاہتیں قائم ہو گئی تھیں وہ بادشاہ مطلق العنان ہونے کے باوجود خلافت کا احترام کرتے ہوئے یہ کہتے تھے کہ ہم تو نائب بادشاہ ہیں۔ اصل بادشاہ خلیفہ ہے۔ گو وہ اپنا قانون چلاتے تھے۔ اپنی فوجیں رکھتے تھے خود ہی لڑائیاں لڑتے تھے خود ہی فیصلے کرتے تھے۔ اور خلیفہ کو پوچھتے تک بھی نہ تھے۔ مگر

اس نام کی بھی برکت تھی

اس زمانہ میں مسلمانوں کے ایک علاقہ میں سے جبکہ مسلمان کمزور ہو چکے تھے۔ یورپین فوجیں گذریں۔ اور انہوں نے کسی مسلمان عورت کو چھیڑا اس بے چاری کو کچھ پتہ نہ تھا کہ خلافت ٹوٹ چکی ہے [illegible] تقسیم ہو کر خلافت محدود رہ [illegible] چکی ہے وہ یہی سمجھتی آ رہی تھی کہ [illegible]

یہاں خلیفہ کی حکومت ہے) اس نے اسی خیال سے کہ نعمت خلیفہ کو پکار کر بآواز بلند یا للخلیفہ کہا۔ یعنی اے خلیفہ میں مدد کے لئے تمہیں آواز دیتی ہوں۔ اس وقت وہاں سے ایک قافلہ گذر رہا تھا اس نے یہ باتیں سنیں۔ وہ قافلہ بغداد کی طرف جا رہا تھا۔

پرانے زمانے میں رواج

تھا کہ جب قافلہ شہر میں آتا۔ تو قافلہ کی آمد کی خبر سنکر لوگ شہر کے باہر قافلہ کے استقبال کے لئے جاتے۔ اور آجکل کی بلیک مارکیٹ کی طرح وہیں مال خرید نے کی کوشش کرتے۔ کیونکہ جو مال باہر سے آتا تھا وہ سفر کی مشکلات کی وجہ سے بہت کم آتا تھا۔ اس لئے ہر ایک تاجر یہی کوشش کرتا تھا کہ وہیں جا کر سودا کرے۔ اور اسے دوسروں سے پہلے حاصل کرے۔ جب وہ قافلہ آیا۔ اور شہری اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر گئے اور اسے ملے تو اہل شہر نے ان سے سفر کے حالات پوچھنے شروع کئے۔ اور کہا کہ

نئی بات سناؤ

انہوں نے کہا سفر ہر طرح آرام سے گذرا مگر ہم نے راستہ میں ایک عجیب تمسخر سنا۔ ایک عورت خلیفہ کو آوازیں دے رہی تھی۔ اور مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ اس بے چاری کو کیا پتہ کہ اس جگہ اب اس کی حکومت ہی نہیں۔ اور اب وہ وظیفہ خوار بادشاہ ہے۔ یہ باتیں سننے والوں میں سے ایک درباری بھی تھا۔ وہ دربار میں آیا۔ اور بادشاہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ اس نے کہا آج

ایک عجیب بات

سنی ہے کہ ایک قافلہ فلاں جگہ سے آیا اور اس نے سنایا کہ ایک عورت خلیفہ کو مدد کے لئے پکارتی تھی اگرچہ خلافت اس وقت مٹ چکی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اسلامی ایمان کی کوئی چنگاری باقی تھی۔ خلیفہ میں کوئی طاقت نہ تھی۔ وہ جانتا تھا کہ میں اکیلا ہوں۔ لیکن جب اس نے یہ بات سنی تو تخت سے اتر آیا۔ اور ننگے پاؤں چل پڑا اور کہا کہ گو اب خلیفہ کا وہ اقتدار نہیں رہا مگر یہاں اس عورت نے خلافت کو آواز دی ہے۔ اب میرا فرض ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں اور اس کی مدد کروں

یہ بات ایسی ہے

کہ آج یہاں بیٹھے ہوئے ہمارا خون کھولنے لگتا ہے اس زمانہ میں کیوں نہ کھولتا ہوگا

جونہی یہ بات دوسرے بادشاہوں نے سنی انہوں نے خلیفہ کو یہ اطلاع بھیجی کہ ہم ہر طرح آپ کی مدد کیلئے تیار ہیں آپ اس عورت کو آزاد کرائیں۔ اور ان سے اس کا بدلہ لیں۔ چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے اس عورت کو آزاد کرایا اور عیسائیوں سے اس کا بدلہ لیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے دلوں میں حمیت اور غیرت موجود تھی۔ اور

ایمان کی روشنی

ان کے دلوں میں موجود تھی۔ مگر اب کیا مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے لئے عارضی جوش بھی پیدا ہوتا ہے اور کیا ان کو اسلام کے لئے قربانیاں کرنے کا شوق ہے۔ کیا ان کے دماغ کبھی غور و فکر نہیں کرتے کہ ہم کیا تھے اور کیا بن گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں پر یہ مصائب اور آفات اس لئے آرہی ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو سرانجام دینے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر وہ اپنے حالات کا بغور مطالعہ کریں۔ اور ان مصائب کو دور کرنے کا پورا تہیہ کریں۔ اور اس کے لئے کوشش بھی کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان حالات سے نجات نہ پاسکیں۔

جب اسلام کی حالت ایسی گر رہی ہے۔ اور تم اپنی آنکھوں سے یہ چیز دیکھ رہے ہو تو کونسا سبق باقی ہے جو تم سیکھنا چاہتے ہو۔ کیا زمین نے تمہیں سبق نہیں سکھایا۔ کیا آسمان نے تمہیں سبق نہیں سکھایا۔ کیا ارد گرد کے ہمسایوں نے تمہیں سبق نہیں سکھایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ چاروں طرف ہمارے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ مگر لوگ اندھے ہو کر چلتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ کونسی سیکھنے والی بات باقی رہ گئی ہے۔ اور کیوں تمہارا قدم عمل کی طرف نہیں اٹھتا۔ کس دن کا تمہیں انتظار ہے۔ میں حیران ہوں کہ جو لوگ اپنے وقتوں اور جائدادوں کی قربانیاں نہیں کر سکتے وہ اپنے نفوس کی قربانیاں

کس طرح پیش کر دیں گے۔ یہ بات یاد رکھو کہ قومی عزت بغیر قربانیوں کے قائم نہیں ہو سکتی وہ لوگ جنہیں اپنی قومی عزت کا خیال نہیں اور وہ لوگ جن میں قومی غیرت موجود نہیں وہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں وہ دنیا میں ایسے پھرتے ہیں جیسے گائیں اور بھیڑیں پھرتی ہیں۔ وہ لوگ اپنی قوم کے لئے کسی فائدے کا موجب نہیں۔

ابتدائی ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

ایک رؤیا میں دیکھا

کہ ایک لمبی نالی ہے جو کہ کئی کوس تک چلی جاتی ہے۔ اور اس پر ہزارہا بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک بھیڑ پر ایک قصاب بیٹھا ہے۔ وہ بھیڑیں اس طرح لٹائی گئی ہیں کہ ان کا سر نالی کے کنارہ پر ہے کہ تا ذبح کرتے وقت ان کا خون نالی میں پڑے باقی حصہ ان کے وجود کا نالی سے باہر ہے اور ان قصابوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھری ہے جو کہ ہر ایک بھیڑ کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف ان کی نظر ہے گویا خدا تعالیٰ کی اجازت کے منتظر ہیں۔ وہ لوگ جو دراصل فرشتے ہیں بھیڑوں کے ذبح کرنے کے لئے مستعد بیٹھے ہیں محض آسمانی اجازت کا انتظار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ تب میں ان کے نزدیک گیا۔ اور میں نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم یعنی ان کو کہہ دے۔ کہ میرا خدا تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے۔ اگر تم اس کی پرستش نہ کرو اور اس کے حکموں کو نہ سنو میرا یہ کہنا ہی تھا کہ فرشتوں نے یہ سمجھا۔ کہ ہمیں اجازت ہو گئی ہے۔ گویا میرے منہ کے لفظ خدا کے لفظ تھے تب فرشتوں نے جو قصابوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے فی الفور اپنی بھیڑوں پر چھریاں پھیریں۔ اور چھریوں کے لگنے سے بھیڑوں نے ایک دردناک طور پر تڑپنا شروع کیا۔ تب ان فرشتوں نے سختی سے ان بھیڑوں کی گردن کی تمام رگیں کاٹ دیں اور کہا تم چیز کیا ہو۔ گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ اس رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے دنیادار اور دنیا پرست لوگوں کی بے [illegible]

خدا تعالیٰ کو پرواہ ہی کیا ہے۔ جس طرح بھیڑیں بغیر کسی درد کے ذبح کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ایسے لوگ ذبح کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر رحم نہیں کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی انہیں لوگوں کی پرواہ کرتا ہے جو اس کی پرواہ کرتے ہیں۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی آدمی ہی تھے کہ تمام دنیا کی مخالفت ان کو کوئی گزند نہ پہنچا سکی۔ بلحاظ بشریت کے دوسرے انسانوں کی طرح آپ بھی ایک بشر تھے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک انسان کے خلاف ایک گاؤں کے لوگ ہی ہو جائیں تو اس کا جینا دشوار ہو جاتا ہے۔ لیکن تمام دنیا ایک طرف تھی اور آپ ایک طرف تھے۔ اس کے باوجود بھی دنیا آپ کا بال بھی بیکا نہ کر سکی۔ ان لاکھوں لاکھ انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی غیرت نہ بھڑکی۔ لیکن اس ایک انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا واللہ یعصمک من الناس گویا

یہ تمام دنیا کو ایک چیلنج تھا

کہ تم سارے مل کر زور لگا لو اور اس بندے کو چیر پھاڑ کر تو دیکھو کہ تمہارا کیا حال ہوتا ہے میں اللہ جو تمام کائنات عالم کا مالک ہوں خود اس کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ بعض دفعہ دشمن آپ تک پہنچ بھی گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے معجزانہ طور پر آپ کو بچایا کہ آج تک دنیا ان واقعات کو پڑھ کر حیران رہ جاتی ہے۔ ایک جنگ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے تھے تو ساتھ ساتھ ایک دشمن بھی چل پڑا۔ صحابہؓ نے خیال کیا کوئی اجنبی آدمی ہے اور ساتھ سفر طے کر رہا ہے اس لئے کسی نے اس سے مزاحمت نہ کی۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر جب

صحابہؓ کو اطمینان ہو گیا

کہ ہم خطرہ والے علاقہ سے نکل کر اپنے علاقہ میں داخل ہو گئے ہیں تو آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ دیر آرام کرنے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے اس کی اجازت دے دی دوپہر کا وقت تھا۔ صحابہؓ مختلف درختوں کے نیچے آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک علیحدہ درخت کے نیچے جا کر لیٹ گئے اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی۔ آپ کی آنکھ لگ گئی۔ وہ شخص جو اسکیم بنا کر

ما چھپا کرتا آ رہا تھا۔ اس نے آپ کی تلوار لی۔ اور تلوار ننگی کر کے آپ کو جگایا اور آپ کو کہا کہ میں کافی فاصلہ سے آپ کا پیچھا کر رہا تھا مگر مجھے موقع نہیں ملتا تھا اب مجھے موقعہ ملا ہے اور میں آپ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ بتائیں کہ آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر کسی گھبراہٹ کے فرمایا

مجھے اللہ تعالےٰ بچا سکتا ہے

ہزاروں لاکھوں لوگ منہ سے یہ دعوے کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ ہے لیکن جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ان کا یقین اور اعتقاد کافور ہو جاتا ہے اور وہ دنیوی اسباب کی طرف اپنی نگاہ دوڑاتے ہیں لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے یہ فقرہ ایسے یقین اور رعب کے ساتھ نکلا کہ اس شخص کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھ کر وہ تلوار پکڑ لی اور تلوار کھینچ کر اس سے پوچھا اب بتاؤ تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ اس شخص نے نہایت خوف و ہراس کی حالت میں کہا آپ ہی رحم کریں اور میری جان بخشی کریں۔ آپ نے اسے فرمایا بیوقوف تم نے

مجھ سے سُن کر بھی سبق نہ سیکھا

تمہیں کہنا چاہئے تھا کہ مجھے اللہ تعالےٰ بچا سکتا ہے۔ آپ کو یہ سن کر خوشی نہیں ہوئی کہ اس نے میری تعریف کی ہے بلکہ آپ کو تکلیف ہوئی کہ اس نے اللہ تعالےٰ کا نام کیوں چھوڑ دیا۔ اللہ تعالےٰ کا یہ سلوک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے ساتھ کیوں تھا اور اس وقت وہ مسلمانوں کو کافروں پر کیوں غلبہ عطا کرتا تھا۔ اور آج کیوں اُن کی اولادوں کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ کیا اس وقت نعوذ باللہ خدا بوڑھا ہو گیا ہے یا اب خدا مر گیا ہے یا اس پر تعطل کی حالت طاری ہے یا اسلام کے لئے اس کے دل میں غیرت نہیں رہی۔ یا اسے اسلام سے نفرت ہو گئی ہے۔ نہیں اللہ تعالےٰ کی ذات میں تو کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور وہ ایسی تبدیلیوں سے پاک ہے اور وہ الآن کما کان ہے بلکہ

حقیقت یہ ہے

کہ مسلمانوں نے اپنے اندر تبدیلی کر لی انہوں نے اللہ تعالےٰ سے اپنا تعلق قطع کر لیا اور اللہ تعالےٰ کی محبت کو جذب کرنے کی بجائے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے بھی ان سے منہ پھیر لیا کہ یا دنیوی سامانوں پر بھروسہ کر کے دیکھ لو۔ ورنہ اللہ تعالےٰ آج بھی اسی طرح اپنے بندوں کی پکار سنتا ہے جس طرح وہ پہلے سنتا تھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے عمل سے اس محبت کا ثبوت دیں۔ جس کا ثبوت ان کے آباء اجداد نے دیا۔ اور اسی طریق کار کو لازم پکڑیں۔ جس پر چل کر ان کے آباؤ اجداد نے کامیابی حاصل کی۔

اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ وفادار ہے

جو شخص اس سے وفاداری کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کبھی اس سے بے وفائی نہیں کرتا پس اگر تم لوگ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے مورد بننا چاہتے ہو تو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ تم لوگ ایک نقطہ پر جمع ہوئے ہو۔ اس لئے نہیں کہ مل کر دعوتیں اڑاؤ اور عیش و عشرت کے دن بسر کرو۔ بلکہ تم لوگ اس لئے آگے آئے ہو کہ ہم اسلام کے لئے قربانیاں کریں گے اور اللہ تعالےٰ کی رضا کو اپنا واحد مقصد قرار دیں گے تم اس سلسلہ میں اس لئے نہیں داخل ہوئے کہ مائدے پر بیٹھ کر لقمے اڑاؤ بلکہ تم اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو کہ ہم ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کریں گے اور اسلام کی حکومت کو دنیا بھر میں از سر نو قائم کریں گے۔ پس اپنے اس عہد کو ہمیشہ مد نظر رکھو اگر تم اپنے عہد کو پورا کرتے جاؤ تو دنیا کی کوئی طاقت بلکہ دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی تمہارے رستے میں روک نہیں بن سکتیں۔ کیونکہ جب تم اللہ تعالےٰ کے ہو جاؤ گے تو پھر اللہ تعالےٰ خود تمہارے لئے کامیابی کا سامان پیدا کرے گا اور تمہارے لئے کامیابی کے رستے کھول دے گا آخر کیا وجہ ہے کہ تمہاری باتوں میں اثر نہیں۔ ایسی

چھچھڑے کی زبان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔ اور ویسی ہی چھچھڑے کی زبانیں دوسرے لوگوں کی تھیں۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان بولتی تھی تو وہ گوشت اور چھچھڑے کی زبان نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ خدا تعالےٰ کی زبان ہوتی تھی۔ اس لئے اس زبان کی باتیں پوری ہو کر رہتی تھیں۔ اور دنیا کی طاقتیں ان کو پورا ہونے سے روک نہ سکیں۔ وہی طاقت اور قوت رکھنے والا خدا آج موجود ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنے اندر اخلاص اور تقوےٰ پیدا کرو اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے [illegible] باتوں

کا زمانہ گذر گیا اور اب باتوں کا زمانہ نہیں بلکہ عمل کرنے کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اب دیکھنا چاہتا ہے کہ ان بڑے بڑے دعووں کے بعد تم کتنے قطرے خون دل کے اس کے حضور میں پیش کرتے ہو دنیا کے بادشاہ موتیوں اور ہیروں کی نذریں قبول کرتے ہیں۔ مگر زمین و آسمان کا مالک اور سب بادشاہوں کا بادشاہ یہ دیکھتا ہے کہ کتنے قطرے خون دل کے کوئی شخص ہمارے حضور پیش کرتا ہے۔ ہمارے خدا کے دربار میں ہیروں اور موتیوں کی بجائے خون دل کے قطرے قبول کئے جاتے ہیں

[illegible] تو ہمیں تو اس زندگی کو ہی اپنا [illegible] قرار دیتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے بندوں کا اس بات پر یقین ہوتا ہے کہ اصل حقیقی اور نہ ختم ہونے والی زندگی اگلے جہان سے شروع ہو گی اس لئے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔ دنیا کے لوگ مرنے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زندگی ختم ہوئی تو ہم ختم ہوئے لیکن

مومنوں کی مثال

مہا بھارتی دیو کی طرح ہوتی ہے کہ اس کے خون کے جتنے قطرے گرتے ہیں ان سے اتنے ہی آدمی پیدا ہونے چلے جاتے ہیں۔ یہی حال خدائی جماعتوں کا ہوتا ہے وہ جتنی جتنی جانی قربانیاں دیتی ہیں اتنی ہی وہ ترقی کرتی ہیں جس طرح سوکھی شاخیں اور سوکھے پتے تنور میں جھونکنے سے آگ تیز ہوتی ہے اسی طرح جوں جوں مرنے والے مرتے جاتے ہیں اللہ اس سلسلہ کو اور زیادہ ترقی دیتا ہے اور مرنے والوں کے ناموں کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیتا ہے جب مرنا ہر ایک نے ہے اور کوئی شخص موت سے بچ نہیں سکتا تو پھر انسان کیوں نہ خدا تعالےٰ کی راہ میں ہی مرے۔ فرض کرو ایک شخص نے بیس سال کی عمر میں ملازمت شروع کی اور ساٹھ سال کی عمر تک وہ ملازمت کرتا رہا اور ہر ماہ اسے پانچ سو روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ تو کیا اس شخص کی چالیس سال کی ملازمت ایسے شخص کے ایک دن سے بھی کوئی نسبت رکھتی ہے جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں شہید کیا گیا۔ مرنا تو ہر ایک نے ہے۔ چھوٹے بڑے نوجوان اور بوڑھے سب اجل کا پیالہ پینے والے ہیں۔ کوئی بچپن میں ہی مر جاتا ہے۔ کوئی جوانی میں مر جاتا ہے۔ کوئی بڑھاپے میں مر جاتا ہے۔

کون زندگی کی گارنٹی دے سکتا ہے

پھر ایسی زندگی کو سنبھال کر کرنا ہی کیا کس دن کے لئے یہ زندگی بچانے کی کوشش کریں۔ اور ایسی زندگی کا کیا فائدہ جبکہ

اسلام اور مسلمان ذلت اور رسوائی کی حالت میں ہوں

عقلمندوں کے نزدیک پاخانے میں سو سال کی زندگی گذارنے سے چند ماہ کی آزاد زندگی زیادہ بہتر ہے اور پاخانہ میں زندگی بسر کرنے کی بجائے وہ موت کو ترجیح دیتے ہیں جو شخص ہر وقت گندگی میں رہے گا اس کا دماغ بدبو کی وجہ سے سخت پریشان رہے گا اور اسے زندگی کا مزہ کیا آئے گا۔ پس ہماری خوشی اور ہماری راحت اسی بات میں ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے ہو جائیں اور اسی کے لئے زندگی بسر کریں

بے شک تمہارا یہ کام بھی ہے کہ تم گلیوں اور شہروں کو صاف کرو۔ لوگوں کے آرام کا باعث بنو۔ لیکن اس ظاہری گند سے روحانی گند زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اہل مغرب نے ظاہری صفائی پر بہت زور دیا اور جسمانی صفائی کے بہت سے انتظام کئے ہیں۔ لیکن روحانی صفائی کا علاج ان کے پاس نہیں جسمانی گند سے جسم مرتا ہے لیکن

روحانی گند سے روح مرتی ہے

اور یہ چیز قابل برداشت نہیں۔ کیونکہ روح کے مرنے سے انسان دائمی طور پر جہنمی بن جاتا ہے۔ جسمانی گند کا اثر روحانی گند کے اثر کے مقابلہ میں بہت محدود ہوتا ہے۔ پس تم بے شک ظاہری صفائی کا بھی خیال رکھو لیکن اس سے زیادہ فکر تمہیں روحانی گند کو دور کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے اس روحانی گند کو دور کرنے کی کوشش کرو اور قربانی کے معیار کو بہت بلند کرو۔

تم غور تو کرو کہ

اللہ تعالیٰ کی حکومت

کو تمام دنیا میں قائم کرنے کے لئے تمہیں کس قدر قربانیاں کرنی چاہئیں۔ جب دنیا کے لوگ اور دنیا کے سپاہی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے بڑی بڑی قربانیاں پیش کر دیتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے روحانی سپاہی کو ان سب سے بڑھ کر ہونا چاہیئے۔ اور اس کی قربانی دنیا داروں کی قربانیوں سے بہت بڑھ کر ہونی چاہیئے۔ اس لئے وہ لوگ جو تھوڑی سی قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ دیدیا۔ اور وہ اپنے آپ کو تمغہ کا حقدار پاتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے بہادر سپاہی کس طرح کہلا سکتے ہیں خدا تعالیٰ کا بہادر سپاہی وہ ہے جو اپنی ہر چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آواز پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور ہر وقت پابہ رکاب رہتا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچے مومن کی مثال

سچے دوست سے دیتے تھے۔ آپ سنایا کرتے تھے کہ کوئی امیر آدمی تھا اس کے لڑکے کے کچھ اوباش لڑکے دوست تھے باپ نے اسے سمجھایا کہ یہ لوگ تیرے سچے دوست نہیں ہیں۔ محض لالچ وغیرہ کی خاطر تمہارے پاس آتے ہیں۔ ورنہ ان میں سے کوئی بھی تمہارا وفادار نہیں۔ مگر لڑکے نے اپنے باپ کو جواب دیا۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی سچا دوست میسر نہیں آیا اس لئے آپ سب لوگوں کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر میرے دوست ایسے نہیں وہ بہت وفادار ہیں اور میرے لئے جان تک قربان کرنے کو تیار ہیں۔ باپ نے پھر سمجھایا کہ سچے دوست کا ملنا بہت مشکل ہے ساری عمر میں مجھے

ایک ہی سچا دوست ملا ہے

لیکن وہ لڑکا اپنی ضد پر قائم رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے گھر سے خرچ کے لئے کچھ رقم مانگی تو باپ نے جواب دیا کہ میں تمہارا خرچ برداشت نہیں کر سکتا تم اپنے دوستوں سے مانگو میرے پاس اس وقت کچھ نہیں۔ دراصل اس کا باپ اس کے لئے یہ موقع پیدا کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کا امتحان لے۔ جب باپ نے گھر سے جواب دے دیا اور تمام دوستوں کو معلوم ہو گیا کہ اسے گھر سے جواب مل گیا ہے تو انہوں نے آنا جانا بند کر دیا۔ اور میل ملاقات بھی چھوڑ دی۔ آخر تنگ آ کر وہ خود ہی ان کو ملنے کے لئے ان کے گھروں پر گیا جس دوست کے دروازہ پر دستک دیتا۔ وہ اندر سے ہی کہلا بھیجتا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں کہیں باہر گئے ہوئے ہیں یا وہ بیمار ہیں اس وقت مل نہیں سکتے۔ سارا دن اس نے چکر لگایا۔ مگر کوئی دوست ملنے کے لئے باہر نہ نکلا۔ آخر شام کو گھر واپس لوٹ آیا۔ باپ نے پوچھا بتاؤ دوستوں نے کوئی مدد کی وہ کہنے لگا سارے ہی حرام خور ہیں کسی نے کوئی بہانہ بنا لیا ہے اور کسی نے کوئی۔ باپ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ

یہ لوگ وفادار نہیں

ہیں۔ اچھا ہوا تمہیں بھی تجربہ ہو گیا ہے اب آؤ میں تمہیں اپنے دوست سے ملاؤں۔ وہ پاس ہی کسی فوج میں سپاہی کے طور پر ملازم تھا۔ یہ باپ بیٹا اس کے مکان پر پہنچے اور دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کہ میں آتا ہوں لیکن کافی دیر ہو گئی۔ اور وہ دروازہ کھولنے کے لئے نہ آیا۔ لڑکے کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اس نے باپ سے کہا ابا جی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دوست بھی میرے دوستوں جیسا ہی ہے۔ باپ نے کہا کچھ دیر انتظار کرو۔ آدھا گھنٹہ گذر چکنے کے بعد اس نے دروازہ کھولا۔ گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی ایک ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ سے بیوی کا بازو پکڑے ہوئے تھا۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے کہا معاف فرمایئے آپ کو بہت تکلیف ہوئی میں جلدی نہ آسکا۔ میرے جلدی نہ آسکنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ نے جب دروازہ پر دستک دی تو میں سمجھ گیا کہ

آج کوئی خاص بات ہے

آپ خود آئے ہیں ورنہ آپ کسی نوکر کو بھی بھجوا سکتے تھے۔ پس جب دروازہ کھولنا چاہا۔ تو مجھے یکدم خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مصیبت آئی ہو۔ یہ تین چیزیں ہی میرے پاس تھیں۔ ایک تلوار اور ایک تھیلی جس میں میرا ایک سال کا اندوختہ ہے جو کہ پانچ سو کے قریب ہے۔ اور میری بیوی خدمت کے لئے آئی ہے کہ شاید آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو اور یہ دیر جو ہوئی ہے وہ اس تھیلی کے کھولنے میں ہوئی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کوئی ایسی مصیبت ہو جس میں کوئی جانباز کام آسکتا ہو۔ اس لئے میں نے تلوار ساتھ لے لی ہے کہ اگر جان کی ضرورت ہو تو میں جان پیش کر سکوں۔ پھر میں نے خیال کیا کہ گو آپ امیر آدمی ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ کوئی مصیبت ایسی ہو جس سے آپ کا مال ضائع ہو گیا ہو اور میں روپے سے آپ کی مدد کر سکوں۔ تو میں نے یہ تھیلی ساتھ لے لی ہے۔ اور پھر میں نے خیال کیا کہ بیماری وغیرہ انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے ہو سکتا ہے کہ آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو تو میں نے بیوی کو بھی ساتھ لے لیا ہے تاکہ وہ خدمت کر سکے۔ اس امیر آدمی نے کہا میرے دوست مجھے اس وقت کسی مدد کی ضرورت نہیں اور کوئی مصیبت اس وقت مجھ پر نہیں آئی۔ بلکہ میں صرف اپنے بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے اس وقت آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ سچی دوستی ہے اور اس سے بڑھ کر

سچی دوستی انسان کو اللہ تعالیٰ سے قائم کرنی چاہیئے

کہ وہ اپنی جان اور مال اور اپنی ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے جس طرح دوست کبھی ملتے ہیں۔ اور کبھی بگڑتے ہیں۔ اسی طرح انسان کا فرض ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ اور شرح صدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کتنی باتیں مانتا ہے رات دن ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس نے جو چیزیں ہماری راحت و آرام کے لئے بنائی ہیں۔ ہم ان کو استعمال کرتے ہیں۔ آخر کس حق کے ماتحت ہم ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا ہمارے لئے ہماری کتنی خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور اگر کوئی ایک آدھ دفعہ اپنی خواہش کے خلاف ہو جائے تو کس طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں اصل تعلق تو وہ ہے جو عسر اور یسر دونوں حالتوں میں استوار رہے اور اس میں کوئی فرق نہ آئے۔ پس تم ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں حقیر سمجھو۔ کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ تمہارے کاموں اور تمہاری دعاؤں میں کتنا حصہ خدا تعالیٰ کیلئے ہے۔

تم صبح اٹھ کر اپنے گھروں کے لئے سودا سلف خریدنے جاتے ہو پھر اس کے بعد تم اپنے دفتروں میں کام کرنے چلے جاتے ہو۔ شام کو آ کر آرام سے سو جاتے ہو۔ اس میں ایک دو گھنٹہ نمازوں کا وقت سمجھا جا سکتا ہے۔ گویا تم بائیس یا تئیس گھنٹے اپنا کام کرتے ہو۔ اور ایک دو گھنٹے دین کے کاموں اور عبادتوں کے لئے صرف کرتے ہو۔ اب تم خود ہی سوچ لو کہ کتنا حصہ تمہارے اوقات کا اللہ تعالیٰ کے کاموں کے لئے خرچ ہوتا ہے اور کتنا اپنے کاموں میں پھر تم یہ بھی سمجھتے ہو کہ ہم نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے باندھا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اسے پورا کر رہے ہیں۔

یہ کتنے افسوس کی بات ہے

دوسری مسلمان دنیا اگر اسلام کے پھیلانے میں کوتاہی سے کام لیتی ہے تو وہ اتنی مجرم نہیں۔ جتنے تم مجرم ہو۔ کیونکہ تم یہ دعوے کرتے ہو کہ ہم خدام احمدیت ہیں اور ہمارے ذریعہ اسلام دنیا پر غالب آئے گا۔

خدا تعالیٰ کے کام تو ہو کر رہیں گے لیکن اگر تم نے اپنے فرائض کو سرانجام نہ دیا تو پھر خدا تعالیٰ کے سامنے سچے خادموں کی حیثیت میں پیش نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہارے عمل تمہارے دعوؤں کو جھوٹا کر رہے ہونگے۔ پس اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو۔ اور وہ تبدیلی ایسی ہو کہ ہر کسی ناکس کو معلوم ہو جائے کہ یہ اب ایک نئی چیز بن گئے ہیں۔ اب باتیں کرنے اور سننے کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

اب

اس بات کی ضرورت ہے کہ باتیں کم کی جائیں اور اپنی تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقیات کے ساتھ ساتھ مشکلات میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور ہم جتنے بڑھیں گے اتنا ہی ہمیں زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہوگی۔ ہماری جماعت کے لوگ یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہمیں تکلیفیں دی جاتی ہیں مگر مجھے یہ شکوہ نہیں کہ لوگ ان کو دکھ کیوں دیتے ہیں بلکہ مجھے یہ شکوہ ہے کہ لوگ ان کو تھوڑی تکلیفیں کیوں دیتے ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ دکھ اور تکلیف سے زیادہ سچا استاد اور کوئی نہیں۔ مجھے یقین ہے۔ ہم مصائب کیوجہ سے کم نہیں ہونگے بلکہ اور زیادہ بڑھیں گے کیونکہ جب تکلیف

قابل برداشت ہو۔ تو انسان سمجھتا ہے کہ میرے اندر طاقت ہے۔ میں اس کا مقابلہ کر لوں گا۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی طرف زیادہ نہیں جھکتا۔ لیکن اب چاروں طرف سے ناطقہ بند ہو جائے تو وہ بے بس ہو جاتا ہے۔ اور سوائے خدا تعالیٰ کے اس کے لئے کوئی مددگار باقی نہیں رہتا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پورے طور پر جھک جاتا ہے اور اس سے مدد طلب کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے تو اس کا یقین اور ایمان ترقی کرتا ہے۔ بےشک کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خود اللہ تعالیٰ کی طرف جاتے ہیں مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کو دنیا دھکے دے کر اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے

کہ انبیاء کی جماعتوں کی مخالفتیں ہوتی ہیں اور ان کو سخت سے سخت مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ وہی سنت ہمارے لئے جاری ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جو سلوک باقی انبیاء کی جماعتوں سے ہوا۔ وہی ہم سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ کا دشمن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کا دشمن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کا دشمن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا دشمن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن نہ تھا۔ اور ہمارا رشتہ دار نہیں کہ ہم ان تکلیفوں سے بچ جائیں۔ جب تک تم آگ کی بھٹی میں نہیں ڈالے جاتے اور آروں سے چیرے نہیں جاتے اس وقت تک تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پس

تیاری کرو

تا آنے والے امتحانوں میں فیل نہ ہو جاؤ۔ بغیر تیاری کے تم ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے اگر تم دین کے لئے قربانیاں کرنے سے گھبراتے ہو۔ تو تم ایسی چیز نہیں جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حفاظت کی ضرورت ہو تم اپنے لئے موت اور صرف موت میں ہی زندگی تلاش کرو۔ جب موت تمہاری نظروں میں معمولی اور حقیر چیز بن جائے گی تو تم تمام دنیا پر بھاری ہو جاؤ گے اور دنیا تمہارے مقابلہ سے عاجز آ جائے گی۔ بس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور انہیں ہمت کے ساتھ ادا کرتے جاؤ۔ اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ جب تک صحیح طور پر کوشش نہیں کی جائے گی اس وقت تک صحیح نتائج نہیں نکلیں گے۔ (الفضل ۱۹ (illegible))

لکھنؤ میں سیلاب کی تباہ کاریاں

بعض عبرت انگیز چشم دید حالات

از مکرم قریشی مختار احمد صاحب امین آباد لکھنؤ

دریائے گومتی میں غیر معمولی سیلاب کے نتیجہ میں ۱۲ اکتوبر کو شہر لکھنؤ کا چوتھائی حصہ بڑی طرح سیلاب کی لپیٹ میں آ گیا۔ لکھنؤ شہر کے بعض حصے جو نشیب میں واقع تھے اُن میں سیلاب کا پانی اس قدر سرعت کے ساتھ گھس آیا کہ آناً فاناً ہر مکانات کے صحنوں میں پانی اس قدر بلندی پر آ گیا کہ مکینوں کے لئے مکانوں کی چھتوں پر پناہ لینے کے علاوہ اور کوئی راستہ باقی نہ رہا۔ اور وہ تمام کا تمام علاقہ آن کی آن میں بےکسی اور بےبسی کی زندہ تصویر بن کر رہ گیا۔ بعض علاقے جن میں زیادہ تر آبادی محنت کش افراد پر مشتمل تھی اور وہ زیادہ تر روزانہ کی کمائی پر ہی زندگی بسر کرتے تھے اس سیلاب نے دم بھر میں ان کی عمر بھر کی کمائی تلف کر دی اور وہ متمول اور خوشحال لوگ جو رات کو ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان رکھتے ہوئے سوئے تھے صبح ہونے سے قبل ہی فقیر بن گئے وہ سیلاب زدہ علاقے جو شہر سے کٹ چکے تھے اُن تک سامان خورد و نوش پہنچانے کے جملہ ذرائع مسدود ہو گئے اور ہوائی جہاز کے ذریعہ جو سامان ان علاقوں میں پھینکا گیا اس کا بیشتر حصہ پانی میں گر کر ضائع ہو گیا پردہ نشین خواتین گلوگیر آواز میں چیخ و پکار کر رہی تھیں کہ ان کے پاس نہ ستر پوشی کا سامان رہا اور نہ خورد و نوش مہیا کرنے کے ذرائع باقی رہے۔ بعض سیلاب زدہ علاقوں میں پانی کی اس قدر قلت تھی کہ ایک کھاری کنوئیں کو چھوڑ کر کوئی بھی کنواں سطح زمین پر نظر نہیں آتا تھا۔ اور یہ مکانات جو ان کی زندگی کا ایک سہارا بنے ہوئے تھے ان کو بھی سیلاب کا پانی کھنڈروں میں تبدیل کرتا جا رہا تھا۔ مویشی اور جانور گرنے والے مکانوں کی دیواروں کے نیچے دبے جا رہے تھے۔ بعض علاقوں میں کوئی بھی مکان سالم نہیں رہا۔ خیموں میں بیماریوں کا کراہنا۔ عورتوں کی بےبسی اور ضعیفوں کی پریشانی دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ ٹوٹے ہوئے مکانات کے ملبہ پر کتوں کے رونے کی آوازیں یہ نوحہ کرتی ہوئی نظر آتی تھیں کہ ہائے یہ علاقے بھی آباد تھے۔ منظر اس قدر بھیانک تھا کہ ثمود اور عاد کی بستیوں کا نظارہ بار بار آنکھوں کے سامنے آ موجود ہوتا تھا۔

لوہے کا پل جو ڈالی گنج کے علاقہ کو باقی شہر سے ملاتا ہے اس پر قریب دو سو آدمی جن میں ایک ڈاکٹر۔ ایک جج اور چند وکیل بھی شامل تھے سیلاب کے بڑھتے ہوئے پانی سے پناہ لینے کے لئے مجبور ہو گئے یہ لوہے کا پل دیکھتے ہی دیکھتے ایک جزیرہ میں تبدیل ہو گیا اور پل پر سے نکل بھاگنے کا کوئی راستہ نہ رہا۔ پانی کے بہاؤ کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ اس کی خوفناک آواز سن کر دل ڈوبے جا رہے تھے پل کے پناہ گزین مدد کے لئے چیخ و پکار کر رہے تھے مگر گہرے پانی کی تند لہروں کا مقابلہ کر کے ان تک پہنچنا جان بوجھ کر اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالنا کسی کو گوارا نہ تھا۔ آخر یہ قافلہ مایوس ہو کر اپنی موت کا انتظار کرنے لگا۔ اس بیم و رجا کی حالت میں ایک فوجی کشتی اس طرف کو بڑھتی ہوئی نظر آئی اور کشتی نزدیک تر گرد ان کی کچھ ڈھارس بندھی مگر پانی کے تیز دھارے نے جب کشتی کا منہ ان کی طرف سے پھیر دیا تو زندگی کی تمام اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔ اور یہ دل شکستہ ہو کر اپنی موت کا انتظار کرنے لگے مگر ساتھ ہی یہ دیکھ کر کہ صبح جیسے سب جاتے رہے کہ حضرت رب العزت کی مدد گاہ تعالیٰ کا ہر فرد میں اس مصیبت کے گرداب سے بچنے کے لئے عاجزی سے دعائیں کرنے لگا تھوڑی دیر بعد اُن کو اپنی زندگی کی کچھ موہوم امید اس وقت نظر آئی۔ جبکہ ان کو ایک اور کشتی جس کو چار قوی ملاح پانی کے زبردست دھارے کا مقابلہ کرتے ہوئے کشتی کو بجلی کے کھمبوں سے مرے اور مضبوط رسوں سے باندھ کر رفتہ رفتہ آگے بڑھتے ہوئے نظر آئے اور وہ کشاں کشاں پل تک پہنچ گئے لکھنؤ کے چھتر منزل محل کے ان چار ملاحوں کی جانبازی کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کو بھی جرأت ہوئی۔ اور پل کے پناہ گزینوں کو موت کے منہ سے نکال لائے۔ پل کے پناہ گزین جو اپنی زندگی کی امید کھو بیٹھے تھے جب صحیح سلامت خشکی پر آئے تو ان پر اس قدر بےخودی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔

غرض سیلاب کیا تھا ایک خدا کا قہر تھا جس نے آناً فاناً شہر کے دو تہائی حصہ کو آن گھیرا جس سے چرند پرند اور انسان اچانک ایک زبردست مصیبت میں گرفتار ہو گئے اور حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کے زمانہ کے واقعات لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ۵۴ سال قبل اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا تھا کہ زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی کبھی نہیں آئی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔

لکھنؤ اس وقت یہی منظر پیش کر رہا تھا۔ سن رسیدہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد نے بھی اس قدر تباہی کبھی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آگے فرماتے ہیں:-

"یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ تم شاید ان سے زیادہ مصیبت

پرانی شملہ میں جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

شملہ (جہاں پہ شان بہادر الحاج سید محی الدین صاحب احمد کی زمین اور کوٹھی ہے) میں ۳۰ ستمبر کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا تھا جس میں ملحقہ بستیوں میں سے بعض غیر احمدی دوستوں نے بھی شرکت کی تھی۔ بعدہٗ پرانی شملہ کے بعض دوستوں نے جن میں سردار قوم اور امام الصلوٰۃ بھی موجود تھے نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ایک جلسہ پرانی شملہ میں بھی ہونا چاہیئے پرانی شملہ یہاں سے تین میل کے فاصلہ پہ ہے۔ چنانچہ بتاریخ ۱/۱۰ و قبل نماز مغرب مکرم تاج علی صاحب اور مکرم سید شمس الدین صاحب عرف شاہ اور خاکسار پرانی شملہ کی مسجد میں پہونچ گئے۔ نماز مغرب خاکسار کی اقتداء میں سب لوگوں نے ادا کی۔ بعدہٗ بستی کے سابق سردار کے مکان پر جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ بستی کے مسلمان مرد و زن کثیر تعداد میں جمع ہو گئے۔ تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ مکرم تاج علی صاحب نے درثمین سے نظم سنائی۔ اور خاکسار نے ڈیڑھ گھنٹہ تک سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اعلیٰ تعلیم اور سبق آموز حالات و واقعات بیان کئے گئے۔ نیز حضورؐ کی وہ پیشگوئیاں جو موجودہ دور سے تعلق رکھتی ہیں بیان کیں۔ ضمناً اسلام کی نشأۃ ثانیہ، وفاتِ مسیح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی وضاحت بھی کی گئی۔ حاضرین بڑی دلچسپی سے تقریر سنتے رہے۔ بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی برخواست ہوا۔ جلسہ کے بعد بعض دوستوں نے فقہی مسائل کے ضمن میں مقلد اور غیر مقلد کی تشریح دریافت کی۔ خاکسار نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے حنفی اور اہل حدیث علماء کا اختلاف بیان کیا اور ساتھ ہی ساتھ فقہی مسائل کے متعلق جماعت احمدیہ کا مسلک بھی بیان کیا۔ جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ ہم لوگوں کے قیام و طعام کا انتظام بھی اہل بستی نے بہت اچھا کیا تھا اور صبح ناشتہ کے بعد سب دوستوں نے بڑے اخلاص سے ہم لوگوں کو رخصت کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

احباب سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے اس بستی والوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

خاکسار قریشی عبدالحق فضل
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
سانجی۔

لکھنؤ میں سیلاب کی تباہکاریاں

(بقیہ صفحہ ۷)

سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے
اے یورپ تو بھی امن میں نہیں
اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور
اے جزائر کے رہنے والو کوئی
مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا
میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور
آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کو حرف بہ حرف پورے ہوتے دیکھ کر جہاں ہمارے ایمانوں میں ترقی ہوتی ہے وہاں پہ یہ بھی کہنا پڑتا ہے:۔
"کہ مصیبتوں کے سیلاب سے وہ بچینگے جو حضور علیہ السلام کی کشتی پہ سوار ہوں گے۔ کاش لوگ غور کریں۔

درخواست دعا

میرے ایک دوست محمد عبدالحفیظ قریشی متعلم ایل۔ بی۔ ای کے امتحان میں ۲۶ راکتوبر سے شریک ہو رہے ہیں درویشان قادیان و احباب جماعت کی خدمت میں انکی کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد قمرالدین از تیماپور

ولادت

ماسٹر عبدالحمید صاحب احمدی محلہ بساون گنج امروہہ کے ہاں مورخہ ۱/۱۰ کو بچہ تولد ہوا۔ احباب نومولود کی صحت و سلامتی و درازئی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم ماسٹر صاحب باوجود کئی قسم کی پریشانیوں کے تبلیغی۔ تربیتی اور مالی امور میں میرے ساتھ گہرا تعاون فرماتے ہیں۔ اور دن رات جماعتی ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی تمام پریشانیوں کو دور کرے اور اجر جزیل سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار منظور احمد مبلغ امروہہ

جماعت احمدیہ تیماپور کا ماہانہ جلسہ

تیماپور ۴ راکتوبر۔ بعد نماز مغرب مسجد تیماپور میں مقامی جماعت احمدیہ کا ماہانہ جلسہ زیر صدارت مکرم نذیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ تیماپور منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد مکرم عبدالرحمان صاحب بی۔ اے مدرس نے رسالہ نگار سے قادیان کی زیارت کے بعد علامہ نیاز فتحپوری کے تاثرات پر مشتمل موصوف کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عاجز نے تقریر کی اور اخبار بدر کے اس مضمون کو پڑھ کر سنایا جو سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے حسرتناک انجام" پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد مکرم عبدالعزیز صاحب استاد نے مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام و عظمت ابراہیمؑ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے صدارتی تقریر میں فرمایا کہ جیسے گذشتہ انبیاء کے زمانہ میں حق و صداقت کی مخالفت ہوئی اسی زمانہ میں بھی جماعت احمدیہ کے ساتھ مخالفین کا ایسا ہی سلوک ہے۔ مگر چونکہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام خدا تعالےٰ کے اپنے ہاتھ سے لگایا ہوا پودہ ہے۔ اس لئے وہ خود اس کی حفاظت فرما رہا ہے۔ اس کی تائید و نصرت کے سامان فرماتا ہے اُسی کی برکت سے اس کی ترقی روز افزوں ہے اور بفضلہ تعالےٰ اب احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بعد دعا ساڑھے آٹھ بجے جلسہ برخواست ہوا۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی جلسہ کی کارروائی سنتے رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین ؎

خاکسار محمد مبارک احمد وکیل تیماپور

وصیت

از محترم جناب قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل ربوہ

مرکزی دفتر وصیت کے اعلان کے مطابق ۲۴ ر تا ۳۰ راکتوبر ہفتہ وصیت منایا جا رہا ہے۔ محترم قاضی صاحب نے اس سلسلہ میں ذیل کی نظم ارسال فرمائی ہے۔ (ادارہ)

وصیت موجب اکرام ملّت ہے　　وصیت باعثِ انعام ملّت ہے
یہ تمہیدِ نظامِ تامِ ملّت ہے　　اسی میں سوچیئے تو نام ملّت ہے
کم از کم عشر اپنے مال کا دینا　　ترقّی کے لئے اقدام ملّت ہے
سراسر سود ہے گھاٹا نہیں ہوگا　　ترقی کی طرف اک گام ملّت ہے
اشاعت اور حفاظت دین کی ہوگی　　یہ اجراء فیوض عام ملّت ہے
مقدم دین کو دنیا پہ رکھنا　　وجۂ اخلاصِ خاص و عامِ ملّت ہے
مساکین و یتامیٰ کا ہمیشہ　　کفیلِ رزق صبح و شام ملّت ہے
یہ ہے منبع زور و جوشِ فرماں　　نشانِ خاتمِ خوش ایام ملّت ہے
یہ ہے راہداریٔ ابوابِ جنت　　اسی میں راحت و آرام ملّت ہے
ہو ہر موصی فدائے احمدیت　　یہی در اصل عیدِ تامِ ملّت ہے

دُعا گو ساقی خوش دل کے حق میں
سہی اکمل جو قدح آشامِ ملّت ہے

انتقال و درخواست دعا: مکرم محمد منیر احمد صاحب رانچی کے مقدمہ احمد مورخہ ۱۰ راکتوبر کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت و درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ مرحوم کے

سیاست انقلاب کے موڑ پر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن۔ بمبئی

دیووں کی جنگ

زمانہ بڑی تیزی سے تباہی کے غار کی طرف بڑھ رہا ہے ہم پرانے قصے کہانی میں قوی ہیکل دیووں کی لڑائی کے افسانے سنتے تھے کہتے ہیں وہ جب آپس میں لڑتے تھے تو ان کی آنکھوں سے چنگاریاں اور منہ سے شعلے نکلتے تھے۔ ان کے چیخنے چلانے کی آواز اور اچھل کود کے دھماکے دور دور تک سنائی دیتے تھے۔ جب ان دیووں کی جنگ شروع ہوتی تو لوگ شہر چھوڑ کر دیرانے کی راہ لیتے تھے۔

اس وقت مسٹر خروشچیف وزیر اعظم روس اور مسٹر آئزن ہاور صدر امریکہ کے درمیان جو جنگ چل رہی ہے ہم اس کو ان دیووں کی جنگ کہہ سکتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان پرانے دیووں کو جنگ کا صرف ایک ہی ہنر معلوم تھا یعنی گرم جنگ۔ سرد جنگ جو اس زمانے کے سیاسی دیووں کا محبوب مشغلہ ہے۔ وہ اس سے ناواقف تھے۔

اس وقت ... ان سیاسی سرمایوں نے جس طرح یہ فتنہ کھڑا کیا ہے پرانے دیو یہ کرتب کیا جانیں۔ اس وقت تو صبح میٹھے والا چلنے والے سے اور سونے والا جاگنے والے سے بہتر نظر آتا ہے۔ وہ جزیرے جو تاریکی میں پڑے تھے کاش روشنی میں نہ آتے۔ کاش کولمبس کو امریکہ نہ ملتا۔ اور کارل مارکس اشتراکیت کے اسرار دریافت نہ کرتا۔ دنیا کے وہ لیڈر جنہوں نے قوم کی نجات کے لئے بہت سے سیاسی و اقتصادی نظریئے ایجاد کئے۔ اگر آج انہیں یہ خبر ہو کہ یہی نظریئے جنگ اقتدار کے آلے بن گئے ہیں اور انہیں نظریات کے باعث نسل انسانی معرض خطر میں آ گئی ہے تو نہ معلوم وہ اپنی دریافت پر کتنا پچھتائیں۔

سیاست انقلاب کے موڑ پر

ستمبر ۵۹ء کا ستمبر ایسا گذرا ہے جب امید کی ایک کرن پھوٹی تھی مسٹر خروشچیف نے امریکہ کی سیاحت کی۔ ہر جگہ ان کے شایان شان خوش آمدید کے نعرے بلند ہوئے۔ انہوں نے ۶۰ء کے موسم بہار میں مسٹر آئزن ہاور صدر امریکہ کو بھی روس آنے کی دعوت دی۔ دعوت ناموں کا یہ تبادلہ ایک خوشگوار مستقبل کی پیشگوئی کر رہا تھا کہ مئی میں امریکہ کے جاسوسی طیارے کا حادثہ پیش آ گیا۔ اور سیاست پھر انقلاب کے موڑ پر آ گئی۔ چوٹی کانفرنس منعقد ہونے سے پہلے ناکام ہو گئی۔ جن دو سیاسی رہنماؤں نے ابھی چند دن پہلے ہی ایک دوسرے کو "میرے دوست" کہہ کر مخاطب کیا تھا اب ان کے مزاج میں اتنی تلخی و تندی آ گئی کہ ایک نے دوسرے سے ہاتھ ملانا بھی پسند نہیں کیا۔

اس جگہ سیاستدانوں نے اس پر بحث کی ہے کہ یہ واقعات کی طبعی رفتار تھی یا محض جنگ اقتدار کا ایک کرشمہ تھا مسٹر خروشچیف کا دورۂ امریکہ بہت خوشگوار تھا۔ مگر دنیا کے یہ دونوں لیڈر ملتے وقت بھی کرسی اقتدار کا خیال دل سے نہ نکال سکے۔ وہ ملے مگر کرسی اقتدار سے چمٹ کر۔ معانقہ ملاقات کا لطف جب ہے کہ دو دوست آپس میں کھڑے ہو کر ملیں۔

بین الاقوامی سیاست

پھر اس وقت روس اور امریکہ کی اندرونی سیاست کچھ ایسے سانچے میں ڈھل گئی ہے کہ بین الاقوامی طور پر کسی بڑے انقلاب کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ مسٹر خروشچیف یہ اپنے دوستوں کا یہ طعنہ نہیں سن سکتے کہ اپنے مغربی دوستوں کی طرف ڈھل رہے ہیں۔ اور نہ صدر آئزن ہاور اپنے رفیقوں کی یہ طنز برداشت کر سکتے ہیں کہ یہ روس کی راکٹ سازی سے مرعوب ہیں اس لئے ضروری تھا کہ یہ دونوں شیر اپنے اپنے کچھاروں میں جا کر پھر چنگھاڑنا شروع کر دیں۔ جاسوسی والے طیارے کے حادثے کے بعد صدر آئزن ہاور کا جارحانہ آمیز بیان اور چوٹی کانفرنس میں مسٹر خروشچیف کا بے باکانہ رویہ اسی حقیقت کی غمازی کر رہا ہے۔

چین کا مسئلہ

پھر امریکہ اور روس اس وقت ایک اور مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اور وہ ہے چین کا مسئلہ امریکہ کے بعض دوست چین کو اقوام متحدہ کا ممبر بنانا چاہتے ہیں۔ مگر اس سے امریکہ کے وقار کو زبردست ٹھیس لگتی ہے۔ اس لئے وہ بین الاقوامی ڈھانچے میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں چاہتا۔ دوسری طرف چین کا اپنا جارحانہ رویہ ہے کہ وہ دنیا میں گرم جنگ چھیڑنا چاہتا ہے۔ جو روس کی پالیسی کے خلاف ہے۔ اور جس سے مسٹر خروشچیف کو بڑی تشویش لاحق ہے۔ اگر خدانخواستہ جنگ چھڑ گئی تو خروشچیف کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا کہ عنقریب اشتراکیت دنیا کے نظاموں پر غالب آنے والی ہے اس لئے کہ جنگ اشتراکیت کی ترقی کے راستہ میں روک پیدا کر دیتی ہے۔ اشتراکی مزاج کے لئے اعصابی جنگ جتنی موزوں ہے اتنی گرم جنگ نہیں۔

کم ترقی یافتہ ممالک کا حال

یہ تو دنیا کے دو بڑے دیووں کی جنگ کا پس منظر ہے مگر ایک مشکل جو کم ترقی یافتہ یا چھوٹے چھوٹے ممالک کے سامنے آ گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ دنیا کے ان غیر یقینی حالات میں کوئی ٹھوس پالیسی مرتب نہیں کر سکتے۔ ہندوستان پر جب چین نے حملہ کیا اس وقت عام طور پر سمجھا گیا کہ . . . .

. . . .

. . . . . . ممالک غیر جانبداری مفید نہیں ... چین پاکستان۔ فارموسا اور نیشنلسٹ چین پر حملہ کیوں نہیں کرتا اس لئے کہ یہ حکومتیں امریکہ کی جانبدار ہیں۔ اس وقت ہندوستان کے بڑے بڑے لیڈروں نے جانبداری کی برکت پر بیانات دیئے مگر جب روس نے امریکہ کے جاسوسی والے طیارے کو مار گرایا۔ اور دھمکی دی کہ روس ان تمام ہوائی اڈوں کو اپنے راکٹ کا نشانہ بنا دے گا جہاں سے یہ طیارے پرواز کرتے ہیں۔ اسی میں اس نے پشاور کے ہوائی اڈے کا بھی نام لیا اور کہا کہ اس پر سرخ دائرہ بنا دیا گیا ہے تو اس وقت سیاسی لیڈروں کو جانبداری بہت خطرناک نظر آنے لگی۔ حتیٰ کہ جانبدار ممالک نے بھی خوف کے مارے امریکہ کے اس اقدام سے اظہار بیزاری کیا۔

عوامی رجحانات

پھر جاپان۔ انڈونیشیا عراق۔ شام وغیرہ کے حالات شاہد ہیں کہ وہاں کی عوامی سیاست دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک حصہ روس کا دلدادہ ہے تو دوسرا امریکہ کا۔ حکمران طبقہ جو پالیسی مرتب کرتا ہے۔ حزب مخالف اس پر نکتہ چینی کرتی ہے یہ اعلان کرتی ہے کہ اگر عنان اقتدار اس کے ہاتھ آ گیا۔ تو صنعت زراعت اور امور خارجہ کے متعلق اس کی پالیسی اور ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام جی کھول کر تعمیری منصوبہ بندی میں حصہ نہیں لیتے۔ اور ابھی کیوبا نے جو انقلابی کردار ادا کیا ہے۔ امریکہ کے تو تمام سٹیٹ اداروں کو مایوسی سی ہو گئی ہے۔

خود اعتمادی کا فقدان

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کی دولت کا ایک حصہ تو زمین دوز ہو رہا ہے۔ اور کچھ حصہ غیر ممالک کے بنک میں جمع ہو رہا ہے۔ ملکی حالات کے ساتھ ساتھ ایک ذہنی تبدیلی جو دیکھنے میں آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ عوام الناس بدن خود اعتمادی کے جوہر سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ ان میں دوسروں پر تکیہ کرنے کا خیال شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ پہلے جب کسی گاؤں یا شہر پر کوئی آفت آ جاتی تو عام طور پر دوسروں کے درد دکھ کا احساس پیدا ہوتا اور لوگ ان آفتوں کے دور کرنے کا بندوبست کرتے مگر اب کیفیت یہ ہے کہ ایسے وقت خود مدد کو دوڑنے کی بجائے حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ان دکھوں کا ازالہ کرے۔ اور تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ یہ محض حکومت کا فریضہ ہے۔ اور حکومت نے اس کام میں کچھ نقص نظر آتا ہے تو فوراً حزب مخالف مطالبہ کرتی ہے کہ "حکومت کی کرسی چھوڑ دو"۔ اس طرح روز بروز افراد کے دل سے ذمہ داری کا احساس مٹتا جا رہا ہے۔ قوم کے سامنے محض ایک اجتماعیت کا تصور شدت پکڑتا جا رہا ہے۔ ہم اجتماعیت کے مخالف نہیں ہیں مگر جس اجتماعیت کی بنیاد انفرادیت کی موت پر قائم کی جاتی ہے ہم اس کے قائل نہیں۔ یہ ملک و قوم کے لئے ... ہے خصوصاً اس وقت جب ملکی ڈھانچہ میں کوئی اضمحلال کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

اس نقطۂ نظر سے جب ہم عالمی حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکیت زندگی کے اس شعبہ میں میدان مارتی جا رہی ہے۔

بین الاقوامی ادارے

اجتماعیت کا ایک اور تصور جو سرمایہ داروں کا منصوبہ کہلاتا ہے وہ تصور ہے جس کو ہم اختیاری یا طوعی نظام کہتے ہیں جیسے ریڈ کراس سوسائٹی۔ عالمی بنک۔ مجلس اقوام متحدہ وغیرہ یہ ایسے نظام ہیں جو دنیا کو اشتراکیت کے نعم البدل کے طور پر دیئے گئے ہیں اگرچہ ان میں سے بعض کی تاریخ پرانی ہے مگر اس کی تنظیم جدید سرمایہ داروں کی طرف سے ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ادارے بالکل ناگزیر حالت میں قائم کئے گئے۔ اشتراکیت جبری تنظیم کے ذریعہ جس مصیبت کا ازالہ کرنا چاہتی تھی۔ سرمایہ داروں نے طوعی طور پر اس کے ازالہ کا بندوبست کیا۔

اشتراکیت اور سرمایہ داری کا خوف زدہ ہونا

اگرچہ بین الاقوامی طور پر یہ ادارے بہت مفید ہیں۔ مگر اشتراکیت

درخواست دعا۔ عاجزہ ایک بیوہ خاتون ہے صرف ایک لڑکی ہے جو ایک لمبے عرصہ سے بہت بیمار ہے ڈاکٹری علاج جاری ہے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان کرام کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ توجہ اور دردمندی سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ عاجزہ محمد بیگم بی بی اہلیہ شیخ ... مرحوم کوٹھی سوتگموڑہ کشمیر

اور سرمایہ داری دونوں اس سے خوف زدہ ہیں۔ اشتراکیت کو یہ خوف ہے کہ اگر اس طرح قوموں کا اخلاقی شعور بلند ہوتا گیا اور اسی طوعی اجتماعیت کے ذریعہ دنیا کی مشکلات حل ہوتی گئیں تو آہستہ آہستہ دنیا سے اشتراکیت کا اثر زائل ہو جائے گا

دوسری طرف سرمایہ دار یہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ یہ اجتماعیت طوعی ہی۔ مگر اس طرح عوام پر اشتراکیت کی اہمیت واضح ہوتی گئی تو دنیا طبعی طور پر اشتراکیت کی طرف ڈھل جائے گی۔

اعصابی جنگ

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس وقت اعصابی جنگ کا محرک یہی [illegible] ہے۔ اشتراکیت اور سرمایہ داری دونوں ایک دوسرے سے خوف زدہ ہیں۔ مگر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان دونوں میں زیادہ خوف سرمایہ دارانہ نظام پر حاوی ہے۔ لوگ غیر محسوس طور پر اشتراکیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور یہ میلان اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس کے لئے روس کی بعض نمایاں چیرہ دستیوں کی بھی تاویل کرتے ہیں۔

نوآبادیات کی آزادی

دوسری جنگ عظیم کے بعد مغربی ممالک نے ایشیا و افریقہ کے ۲۷ ممالک کو آزاد کیا۔ جن کی آبادی اسی کروڑ کے لگ بھگ ہے اس طرح ان کا دائرہ حکومت دن بدن مختصر ہوتا جا رہا ہے۔ مگر روس کو دیکھئے کہ آہستہ آہستہ سامراجیت [illegible] آتی جا رہی ہے۔ جنگ عظیم کے بعد روس کا دائرہ مختصر نہیں ہوا۔ بلکہ اور وسیع ہوگیا۔ آج یورپ کے چھ کروڑ انسان روس کے زیر نگرانی زندگی گزارتے ہیں۔ اس نے آج تک کسی کو مکمل آزادی نہیں دی۔ یہ ممالک جنرل اسمبلی کے ممبر ضرور ہیں۔ مگر ان پر تولیت روس کی قائم ہے

روسی بلاک و امریکی بلاک کا فرق

ان میں اور امریکی بلاک میں یہ فرق ہے کہ اگر یہ چاہیں تو امریکہ سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ امریکہ کسی ملک کے داخلی معاملات میں براہ راست کوئی مداخلت نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ عراق اور کیوبا امریکہ سے کٹ گئے۔ اور اس نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ مگر جن ممالک پر روس کی تولیت ہے ان کو روس کبھی روسی بلاک سے الگ ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو روس اس پر خوفناک تشدد کرتا ہے۔ ہنگری کی بغاوت اس پر شاہد ہے۔

روسی مداخلت

اس کے باوجود جب ایشیا یا افریقہ کا کوئی ملک مغربی سامراج سے آزادی حاصل کرتا ہے تو روس فوراً اس کا ہمدرد بن کر میدان میں آ جاتا ہے۔ وہاں پہونچ کر مغربی سامراجیت کے خلاف نعرے لگاتا ہے اور اپنے کو آزاد دنیا کا نگہبان کہتا ہے حالانکہ خود اس نے اپنے مفتوحہ ممالک میں سے کسی کو آج تک آزادی نہیں دی وہ تو جرمنی کو بھی متحد کرنے پر تیار نہیں۔

اس کے پروپیگنڈے کا یہ ڈھنگ عجیب ہے مگر دنیا کے بیانات دن بدن اشتراکیت یا اجتماعیت کے جبری نظام سے اتنے قریب ہوتے جا رہے ہیں کہ روس کی یہ خامی ان کے حامیوں کو خال خال نظر نہیں آتی۔

چینی جارحیت

ہندوستان پر جب چین نے جارحانہ اقدام کیا۔ تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس نے امن عامہ میں خلل ڈالا۔ اسی طرح چین نے تبت میں جبری اصلاحات کا نفاذ کر کے بین الاقوامی قانون کی بے حرمتی کی ہے۔ مگر ہندوستان کی کمیونسٹ پارٹی ابھی تک اس معاملہ میں مختلف الرائے ہے۔ وہ چین کی اس چیرہ دستی کو چیرہ دستی کہنے کے لئے تیار نہیں۔ محض اس بناء پر کہ چین اور روس دونوں دوست ہیں۔ اور دونوں اشتراکی نظام کے حامی ہیں۔

انہیں وجوہ کی بناء پر دنیا کی سیاست کو ایک مرکز پر قرار نہیں۔ وہ کبھی روس کی طرف جھکتی ہے اور کبھی امریکہ کی طرف۔ اس کے باوجود کہ امریکہ رفاہ عام کے شعبوں پر جتنا خرچ کرتا ہے روس خرچ نہیں کر سکتا۔ عالمی بنک اور اقوام متحدہ میں امریکہ کے مقابل روس کے چندے کی اوسط ۱/۴ ہے۔ خود امریکہ کی امداد پر جینے والے ممالک کبھی کبھی روس کے گن گانے لگتے ہیں۔

روس کی اہمیت کے اسباب

اس کی ایک وجہ تو روس کی راکٹ سازی کی قوت ہے۔ جس کا جنرل اسمبلی میں روس کے ایک نئے دوست کیوبا کے وزیر اعظم نے اس بیباکی سے اظہار کیا کہ امریکہ پر روسی راکٹ برسانے کی دھمکی دی۔ جس پر مسٹر خروشچیف نے بھی ہاتھ اٹھا کر خوشی کا اظہار کیا۔ دراصل یہی لوگ ہوتے ہیں جو روس کی دولت پر ناچنے والے۔ مگر اس اہمیت کی دوسری وجہ اشتراکیت کی روز افزوں مقبولیت ہے۔ آج ہر ملک کے عوام میں ایک ایسا طبقہ ہے جو اشتراکی طرز کی حکومت چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ ملک میں [illegible] بڑا انقلاب لانے میں بھی پس و پیش کرنا چاہتا۔

روس کا بار بار ویٹو استعمال کرنا

پھر دیکھئے کہ روس کی پالیسی اکثر اقوام متحدہ کے فیصلوں سے بھی ٹکراتی ہے۔ چنانچہ وہ ابھی تک سلامتی کونسل میں نوّے بار اپنا ویٹو حق (تنسیخ) استعمال کر چکا ہے۔ اس کے مقابل فرانس نے صرف چار بار۔ برطانیہ نے دو بار جمہوریہ چین نے ایک بار اپنا یہ حق استعمال کیا ہے۔ اور امریکہ نے ابھی تک استعمال نہیں کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ روس کی چال اقوام متحدہ کی چال سے کتنی مختلف ہے۔ مگر اس وقت اس کی یہ فضیلت تمام نقائص پر پردہ ڈال دیتی ہے کہ وہ اشتراکیت کا داعی ہے

اقوام متحدہ کی ذیلی تنظیمیں اور روس

اقوام متحدہ کے تحت لگ بھگ بیس ذیلی تنظیمیں ہیں۔ جیسے مزدور تنظیم۔ زراعتی تنظیم۔ تعلیمی۔ ثقافتی و سائنسی تنظیم ادارہ صحت۔ عالمی بنک۔ بین الاقوامی ٹریڈ آرگنائزیشن۔ عالمگیر پوسٹل یونین ہیڈ کوارٹرز مشاورتی کمیٹی۔ سلامتی کونسل۔ ادارۂ صحت۔ اور ادارۂ عالمی بنک وغیرہ۔ روس ان میں سے اکثر تنظیموں کا بائیکاٹ کرتا رہا ہے۔ مگر اس کے باوجود جب مسٹر خروشچیف نے یہ اعلان کیا کہ مجلس اقوام متحدہ کے پندرھویں اجلاس میں شرکت کے لئے وہ خود روسی وفد کے لیڈر بن کے آئیں گے تو اس اجلاس کو اتنی اہمیت حاصل ہوگئی جس کی نظیر نہیں ملتی۔

جنرل اسمبلی کا اجلاس

اس اجلاس میں کیا ہوا۔ اور کس گروپ نے کیا رویہ اختیار کیا۔ اس کی روداد کسی بین الاقوامی مشاعرے کی روداد سے کم نہیں۔ کسی نے "بحر طویل" میں نظم کہی۔ جیسے کیوبا کے وزیر اعظم نے کہ وہ مسلسل چار گھنٹوں تک بولے مسٹر خروشچیف نے بھی اپنی تقریر کے لئے بحر طویل ہی پسند کی تھی۔ مگر کیوبا کے وزیر اعظم سے مختصر تھی۔ یہی حال دوسرے نمائندوں کا بھی تھا۔ اس اجلاس کا انجام "نشستند و گفتند و برخاستند" معلوم ہوتا تھا۔ مگر ۱۲ اکتوبر کو مسٹر خروشچیف نے پریس کانفرنس میں جو بیان دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ایسا نہیں۔ یہاں آ کر بعض مدبروں نے بہت خوفناک نتیجے اخذ کئے۔ مثلاً مسٹر خروشچیف نے تخفیف اسلحہ کی بات کرتے کرتے ۱۲ اکتوبر کو یہ بیان دیا کہ روس اب اسلحہ سازی کی دوڑ میں سبقت لے گا۔ ہمارے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے نئی دہلی آ کر بیان دیا کہ اس وقت جنرل اسمبلی پر افریقہ چھایا ہوا ہے۔

جنرل اسمبلی کے اس اجلاس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمائندے وہاں سے مایوسی اور کچھ نفرت لے کر اٹھے ہیں۔ معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہو۔

خروشچیف کے ساتھ امریکہ کا سلوک

اس اجلاس سے مغربی تہذیب و اخلاق کے ایک نمونہ کا بھی علم ہوا۔ امریکہ میں مسٹر خروشچیف وزیر اعظم روس پر حفاظت جان کے بہانے جیسی پابندیاں لگائی گئیں۔ اور یہ کہ ان کے اعزاز سے جس طرح انکار کیا گیا کہ وہ حکومت امریکہ کے مہمان نہیں بلکہ اقوام متحدہ میں روس کی نمائندگی کرنے آئے ہیں۔ وہ امریکہ جیسی عظیم قوم کی شان کے منافی ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ امریکہ "حسن انتقام" کے فن سے خوب واقف ہے مگر ہم اسے امریکہ کی پرانی روایات کے منافی سمجھتے ہیں۔ مسٹر خروشچیف کچھ بھی ہیں ایک عظیم قوم کے سربراہ اور ایک انقلاب آفریں پیغام یعنی اشتراکیت کے زبردست داعی ہیں وہ جب خود امریکہ آ گئے تو اہل امریکہ کا فرض تھا کہ ان سے اخلاق سے پیش آتے اور ان سے دوستانہ باتیں کر کے عالمی کشیدگی دور کرنے کی کوشش کرتے۔ عزت نفس کا احساس جب اپنی حد سے گذر جائے تو پھر وہ کبر و استکبار ہو جاتا ہے۔ اور کبر دراصل احساس کمتری کا دوسرا نام ہے۔ امریکہ نے مسٹر خروشچیف پر مختلف قسم کی پابندیاں لگا کر اپنے احساس کمتری کا ثبوت دیا ہے۔ اور مختلف ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر خروشچیف پر بھی اہل امریکہ کے اس ہتک آمیز سلوک کا برا اثر پڑا ہے۔ انہوں نے کئی مرتبہ اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اور ۱۲ اکتوبر کی تو یہ خبر ہے کہ اس دن مسٹر خروشچیف بہت سنجیدہ اور تھکے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ ممکن ہے کہ اس ناکامی کا اثر ہو جو جنرل اسمبلی میں تخفیف اسلحہ کی تجویز پیش کرنے سے ہوئی۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ امریکہ کی پابندیوں کا بھی ان کی طبیعت پر بڑا گہرا اثر پڑا ہے۔ ہماری تو یہ خواہش ہے کہ جنرل اسمبلی کا یہ اجلاس محض "نشستند و گفتند و برخاستند" والا اجلاس ہی ثابت ہو۔ اور کوئی نمائندہ یہاں سے دیرپا اثر لے کر نہ اٹھے۔

جنرل اسمبلی کا ہنگامہ

میں یہ لکھ کر فارغ ہوا تھا کہ جنرل اسمبلی کے ۱۳ اکتوبر والے ہنگامہ آرا اجلاس کی اطلاعات اخبارات میں آئیں۔ روس نے نوآبادیات کے آزاد کئے جانے کا مطالبہ کیا تھا۔ فلپائن کے نمائندے نے [illegible]

تحریک درویش فنڈ میں وعدہ کرنے والے احباب کے نام

جن دوستوں کی طرف سے چندہ تحریک درویش فنڈ میں وعدوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں کی تیسری فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ سے اس بابرکت تحریک میں تمام حصہ لینے والے احباب کو اپنے فضلوں سے نوازے اور انہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جن احباب جماعت نے تاحال اس میں حصہ نہیں لیا۔ ان کو بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی سعادت بخشے۔

اب تک جو وعدے موصول ہوئے ہیں کی میزان متوقع سالانہ بجٹ آمد کے مقابل پر بہت کم ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جن دوستوں نے تاحال اس تحریک میں حصہ نہ لیا ہو۔ وہ بھی جلد اس میں حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اس تحریک کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ دوسرا حصہ قادیان میں آباد رہنے کی توفیق نہ پا سکا۔ اور صرف ایک قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لائیں [illegible] فرض ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی خدمت اور [illegible] کا خیال رکھیں۔ اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں"

ناظر بیت المال قادیان

تیسری فہرست وعدہ کنندگان بمد درویش فنڈ بابت ماہ اگست ۱۹۶۰ء

مکرم سید منظور احمد صاحب بھوبنیشور ۱۵/-
" سید محمود سرور صاحب " ۵/-
" شبیر احمد صاحب " ۵/-
" غلام احمد صاحب عبید " ۵/-
" سید اختر احمد صاحب پٹنہ ۲۴/-
" منور احمد خاں صاحب صالح نگر ۲/-
" مصطفیٰ خاں صاحب " ۲/-
" عزیز احمد خاں صاحب " ۲/-
" بشیر احمد خاں صاحب ملوحسن خاں صاحب ۱/-
" نور حسن خاں صاحب سوپینا ۱/-
" محمد بشیر صاحب عرف پینا " ۱/-
" نواب خاں صاحب " -/۸/-
" جعفر خاں صاحب " -/۸/-
M. Mohad Saleh
Saheb کرناگاپلی ۵/-
1/- K. Mohd Kunju
3/- B. Mohd Kunju
1/- Mohd Kunju
2/- Aliyan Kunju
1/- Yunas Kunju
3/- P.K. Koya Kutty
-/8/- P.A. Mohd Kunju
9/- M. Moiddin Kunju
2/- M. Ibrahim Kutty
10/- I. Mohd Kunju
5/- M. Ali Kunju
6/- K. Mohd Kunju
5/ K.U. Mohamad
5/- K. Abubakar Kunju
7/- Hydrose Kunju
2/- Ali Kunju
مکرم مرزا نذیر علی بیگ صاحب مانگرولا ۱۰/-
" امراؤ محمد صاحب راؤ مسکرا ۱۰/-
" داؤ محمد صاحب " ۱۰/-
" دیدار محمد صاحب " ۲/-
" محمد تقی صاحب " ۵/-

مکرم وحید الحق صاحب راؤمسکرا ۲/-
" ابرار احمد صاحب " ۳/-
" سلطان احمد صاحب " ۱/-
" محمد حنیف صاحب " ۲/-
" حافظ لیسین صاحب " ۲/-
محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ " ۵/-
" محمد شفیع صاحب کانپور ۶/-
" حبیب اللہ خاں صاحب " ۱۲/-
" محمد مجید صاحب " ۲۴/-
" محمد اسماعیل صاحب " ۶/-
" محمد احمد صاحب " ۳/-
" صاحبداد خاں صاحب " ۲/-
" ظفر عالم صاحب " ۲/-
" عبد الوہاب خاں صاحب " -/۴/-
" ڈاکٹر محمد عابد صاحب
ایم بی بی ایس شاہجہانپور ۱۵/-
" محمد عقیل صاحب آرنجی " ۵/-
" محمد صادق صاحب " " ۵/-
" محمد فاروق صاحب " " ۵/-
" ضمیر احمد صاحب امروہہ ۲/-
" عبد الوحید صاحب " -/۴/-
" ریاض احمد صاحب " -/۴/-
" اسرار احمد صاحب " ۱/-
" محمد الطاف احمد صاحب " -/۴/-
" ننھے خاں صاحب " -/۴/-
" ارشاد احمد صاحب " -/۴/-
" مظہر الاسلام صاحب " -/۴/-
" محمد اصغر صاحب " -/۴/-
" نبی بخش صاحب " -/۴/-
" عبد الحی صاحب " -/۴/-
" ماسٹر عبد الحمید صاحب " -/۴/-
اہلیہ صاحبہ ضمیر احمد صاحب " -/۴/-
" جناب امام حسین صاحب سندرگڑھ ۱۰/-
" امیر صاحب پنکورٹی " ۱۰/-
" عبد الکریم صاحب " ۲۵/-
" عبد اللطیف صاحب " ۲/-

مکرم ایس ایم یوسف صاحب باندہ ۵/-
" عباس آغا صاحب " ۵/-
" ایچ-ایم منڈا سگمو صاحب بمبئی ۶/-
" مشو میاں صاحب " ۵/-
" داد ابھائی صاحب " ۲/-
" افضل خاں صاحب " ۱/۵/۱
" عبد الرزاق صاحب کتور " ۳/-
اہلیہ " " " " ۵/-
" مولوی سمیع اللہ صاحب بمبئی ۱۵/-
" یوسف علی صاحب عرفانی " ۱۵/-
" شیخ احمد صاحب " ۱۰/-
" پی عبد الرزاق صاحب بیرسٹر " ۲۵/-
" ڈی کے سلیمان صاحب " ۵/-
" سردار حسین صاحب " ۵/-
" محمد سلیمان صاحب چابی دار " ۱۵/-
" ایم عبد القادر صاحب ہوٹل والے ۱۰/-
" یوحن صاحب " ۵/-
" عبد الحمید صاحب " ۳/-
" سی حمید اللہ صاحب " ۳/-
" بو ذمیرا صاحب " ۳/-
" یو حمزہ صاحب " ۵/-
" سی مبارک احمد صاحب " ۱۰/-
" پی عبد الحمید صاحب " ۵/-
" ل. محی الدین صاحب " ۵/-
" عبد الرزاق صاحب " ۲۵/-
" ٹی مبارک احمد صاحب " ۱/-
" یو حبیب احمد صاحب " ۲/-
" بشیر محمد خاں صاحب " ۱۰۰/-
" یو عبد اللہ صاحب " ۱۵/-
" عبد الغفور صاحب بریکی " ۵/-
" عبد القادر صاحب " " ۵/-
" علم الدین صاحب " " ۵/-
" یو ابراہیم صاحب " ۲/-
" سید عنایت اللہ صاحب " ۱۰/-
" قاضی حبیب اللہ صاحب " ۱۵/-
" ڈاکٹر شمیم احمد صاحب آرہ ۱۰۰/-

محترمہ تسنیم احمد صاحب آرہ ۲/-
مکرم ماسٹر عبد السلام صاحب بنارس ۲/-
" عبد الستار صاحب " ۲/-
" عبد الحمید صاحب " ۱/-
" جناب میر عبد الجلیل صاحب شموگہ ۱۰۰/-
اہلیہ دیگان " ۵۰/-
" سلیم مدار صاحب " ۱۰۰/-
اہلیہ صاحبہ " " ۵۰/-
" اختر حسین صاحب " ۱۰۰/-
اہلیہ صاحبہ " " ۲۵/-
" عبد الرؤف صاحب " ۱۰/-
اہلیہ صاحبہ " " ۲۵/-
" حکیم کلیم اللہ صاحب " ۱۵/-
اہلیہ صاحبہ " " ۵۰/-
" عبد الرزاق صاحب احمدی " ۵۰/-
" سید محمد جعفر صادق صاحب " ۲۵/-
اہلیہ صاحبہ " " ۱۰/-
والدہ اختر حسین صاحب " ۱۰/-
بھاوجہ اختر حسین صاحب " ۱۰/-
بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ
عبد الصمد صاحب " ۱۰/-
" پی-ایم نذیر احمد صاحب " ۱۰/-
اہلیہ نذیر احمد صاحب " ۵/-
" ممتاز احمد صاحب " ۲۵/-
" شیخ سلطان احمد صاحب ٹیک مسکن ۱/-
" عبد المجیب صاحب " ۱/-
" بابو ظہیر الدین صاحب " -/۴/-
" سید وزارت حسین صاحب اوریلا ۵/-
" بابو سید شمس الدین صاحب " ۲/-
" سید عبد الرزاق صاحب مونگیر ۵/-
" سید محمد سلیمان صاحب " ۲/-
" عبد الغفور صاحب " ۱/-
" عین العارفین صاحب " ۲/-
" نسیم احمد صاحب " ۱/-
" مولوی حامد علی صاحب برہ پورہ ۶/-
" مولوی ابراہیم صاحب " ۵/-
" ابو القاسم صاحب " ۱/-
" مسعود علی صاحب " ۵/-
" سید صدر دین صاحب " ۲/-
" عبد القیوم صاحب " ۱/-
" مولوی حسن محمد صاحب " ۵/-
" سید فیروز دین صاحب " ۲/-
محترمہ اہلیہ صاحبہ ابو الہاشم صاحب " ۲/-
" " " عبد المجیب صاحب " ۲/-
مبارکہ بیگم صاحبہ " ۲/-
اکبری خانم صاحبہ " ۲/-
" ایم اے رشید صاحب بختیشور منگلور ۵۰/-
" صدیق امیر علی صاحب (دانتی) " ۱۰۰/-
محترمہ بی فاطمہ صاحبہ
اہلیہ صدیق امیر علی صاحب " ۲۵/-
حلیمہ بی صاحبہ اہلیہ ثانی
مکرم صدیق امیر علی صاحب " ۱۰/-
بچگان صدیق امیر علی صاحب " ۵/-
" ڈاکٹر محمد یونس صاحب گھپور ۵/-

خبریں

لکھنؤ ۲۴ راکتوبر۔ اطلاع ملی ہے کہ جونپور کے نزدیک دریائے گومتی میں سیلاب کا پانی مزید سات انچ چڑھ گیا ہے۔ اور یہ تقریبًا نصف انچ فی گھنٹہ کی رفتار سے بڑھ کر خطرہ کے نشان سے بہت اوپر چلا گیا ہے سیلاب زدہ علاقہ سے قریبًا پانچ ہزار اشخاص کو نکال کر کیمپوں میں رکھا گیا ہے اور ابھی یہ نکاسی جاری ہے۔ ایک ہزار لوگوں کو کیمپوں میں راشن مفت دیا جاتا ہے جو لوگ پانی میں گھرے ہوئے ہیں ان کو کشتیوں کے ذریعے راشن پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ دیہاتی علاقہ میں تقریبًا ۱۲۱ دیہات پر سیلاب کا اثر ہوا ہے جونپور اور سات گنج کی تحصیلوں کے سیلاب زدہ ۲۲ دیہات سے لوگوں اور مویشیوں کو نکال کر محفوظ جگہ پہنچا دیا گیا ہے۔

لکھنؤ ۲۴ راکتوبر۔ حال ہی میں یو پی پولیٹکل لیڈر سرحدی علاقوں کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ چینی فوجیں ہندوستان اور تبت کی سرحد پر جمع ہو رہی ہیں۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ سرحدی دیہات کے لوگوں نے بتایا ہے کہ چینیوں کی طرف سے خندقیں کھودی جا رہی ہیں۔ اور چینیوں اور ٹرکوں میں مزید فوجی لائے گئے ہیں۔ چینیوں نے بھوٹیا تاجروں کو بتایا ہے کہ وہ عنقریب بارہ ہوتی پر قبضہ کر لیں گے۔ کیونکہ یہ علاقہ ان کا ہے اور اس کا ہندوستانی تاجروں کے ہاتھ میں رہنا برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ ان سردیوں جب ہندوستانی فوج بوشی مٹھ نہیں جائے گی۔ تبتی اور سنا کے رقبہ میں رہے گی۔ پچھلے سالوں میں ہندوستانی فوج بوشی مٹھ میں پہنچتی رہی ہے۔

بمبئی ۲۴ راکتوبر۔ مرکزی وزیر خوراک شری ایس کے پاٹل نے یہاں گئو مورد شی سپتاہ کے سلسلے میں منعقدہ ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ گئو رکھشا کے سوال کو جذباتی نقطۂ نگاہ سے نہ دیکھیں کیونکہ اس قسم کا طریق کار کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ شری پاٹل نے کہا کہ گئو ہتیا بند کرنے کی قسم کے قوانین سے گئو رکشا نہ ہوگی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ لوگ اپنے مال مویشی کی مناسب طور پر نگہداشت کریں۔ ملک کے زراعتی نظام میں گائے کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اور بھارت سرکار نے مویشیوں کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے تیسری پنجسالہ پلان میں مویشیوں کے شعبہ کے لئے ۵۰ کروڑ روپیہ منظور کیا ہے۔

چنڈی گڑھ ۲۴ راکتوبر۔ آج پنجاب کونسل میں لاؤڈ سپیکروں کے متعلق ترمیمی بل جس کے مطابق لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی فیس سوا روپیہ سے بڑھا کر پانچ روپیہ یومیہ کرنا مطلوب ہے پنجاب کونسل میں پاس ہو گیا۔

لاہور ۲۴ راکتوبر۔ مشرقی پاکستان کے گورنر لفٹنٹ جنرل اعظم خاں نے مشرقی پاکستان میں طوفان اور جوار بھاٹا کی وجہ سے ہونے والی تباہی کے متعلق اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مشرقی پاکستان میں چار ہزار سے زائد اشخاص ہلاک ہوئے ہیں۔ اگرچہ سرکاری اعداد و شمار اس وقت شائع کئے جائیں گے جبکہ گھر گھر کا سروے مکمل ہو جائے گا۔ لیکن اندازہ ہے کہ ۵ ہزار سے زیادہ مکان مکمل طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔ ۱۵ ہزار مکانوں کو شدید نقصان پہنچا ہے اور ۳۰ ہزار مکانوں کو اس سے کم نقصان پہنچا ہے۔ لفٹنٹ جنرل اعظم خاں نے جو گورنروں کی کانفرنس میں شمولیت کے لئے ڈھاکہ سے کل یہاں پہنچے اخبارات کے نامہ نگاروں سے بات چیت کے دوران میں کہا کہ نو کھلی کے چھ جزیروں میں جو کہ مشرقی پاکستان کے ساحل کے قریب واقع ہیں اور جن کا رقبہ ۱۵ ہزار مربع میل

سیاست انقلاب کے موڑ پر

(بقیہ صفحہ ۱۰)

اس کے جواب میں کہا کہ روسی بلاک کے وہ ممالک جو آزاد کہلاتے ہیں اور جنرل اسمبلی کے ممبر بھی ہیں حقیقت میں آزاد نہیں۔ انہیں فوجی اور سیاسی آزادی حاصل نہیں۔

اس کے جواب میں روسی بلاک کے ایک ممبر رومانیہ نے کہا کہ یہ روسی بلاک کی توہین ہے اور ہم کبھی اپنے ساتھیوں کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ اس پر معاملہ بڑھا اور یہاں تک بڑھا کہ سچ مچ جنرل اسمبلی کے اندر جوتیوں میں دال بٹنے لگی۔ مسٹر خروشچیف جو ایک عظیم قوم کے رہنما اور ایک عظیم تحریک کے سربراہ ہیں۔ ان کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے فلپائن کے نمائندے کو جوتا دکھایا اور بالآخر جنرل اسمبلی کا یہ اجلاس شور و ہنگامہ اور بدتمیزی کی نذر ہو گیا۔

وہ مجلس جہاں منتخب روزگار بیٹھے ہوں ان کی یہ روداد یقینًا اس بات کی دعوت ہے کہ دنیا کی تعمیر نو اور اخلاق کی نشأۃ ثانیہ اشتراکیت کے ذریعہ ہو سکتی ہے نہ سرمایہ داری کے ذریعہ۔ بلکہ اس کے بین بین ایک راہ ہے جس کو ہم اپنی اصطلاح میں "احمدیت" کہتے ہیں۔ یہی بنی نوع انسان کے اس گم کردہ راہ قافلہ کی صحیح رہنمائی کر سکتی ہے۔

ہے۔ ۱۵ اکتوبر کو زبردست طوفان آیا۔ جوار بھاٹا ۵۴ منٹ تک آتا رہا۔ لہریں دس فٹ اونچی تھیں اور ان تمام علاقوں میں چار چار فٹ پانی جمع ہو گیا۔

کراچی ۲۴ راکتوبر۔ وسط نومبر سے پاکستان کی جو کرکٹ ٹیم بھارت کے دورہ پر آ رہی ہے اس کے کپتان مسٹر فضل محمود ہوں گے۔ اس امر کا اعلان پاکستان کرکٹ کنٹرول بورڈ کے چیئرمین نے کیا ہے۔ مسٹر محمود تیز رفتار باؤلر ہیں۔ اس سے پہلے جب پاکستانی ٹیم بھارت آئی تھی۔ تو مسٹر کاردار اس کے کپتان اور مسٹر محمود وائس کیپٹن تھے۔

لاہور ۲۴ راکتوبر۔ پاکستان کے وزیر معدنیات مسٹر ذوالفقار علی بھٹو جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستانی وفد کے رہنما تھے۔ آج نیویارک سے واپس لاہور پہنچ گئے۔ انہوں نے ہوائی اڈہ پر اخباری نمائندوں کو بتایا کہ کشمیر کا سوال بڑا اہم ہے۔ اور اس کی آج بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کہ پہلے تھی۔ انہوں نے کہا آج کشمیر دنیا میں تصفیہ طلب مسئلہ ہے اور اس کا حل معلوم کرنا ہی پڑے گا

لکھنؤ ۲۴ راکتوبر۔ پتہ چلا ہے کہ اتر پردیش میں کانگرسی ممبران اسمبلی کی اکثریت مخالف گروپوں میں سمجھوتہ نہ ہونے کی صورت میں پنڈت پنت کے دوبارہ مکھیہ منتری بننے کا خیر مقدم کرے گی۔ کانگرسی حلقوں میں یہ خیال زور پکڑتا جا رہا ہے کہ موجودہ جھگڑے کے پیش نظر پنڈت پنت کو واپس یوپی بھیجنے کی مانگ کی جائے۔

چنڈی گڑھ ۲۴ راکتوبر۔ آج پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں وزیر آبپاشی و بجلی راؤ بریندر سنگھ نے وقفہ سوالات کے وقت بتایا کہ گندے نالہ کا سیلابی پانی جس سے روہتک زیر آب ہو گیا تھا اب نکالا جا چکا ہے۔ اب صرف چھوٹے سے علاقہ میں جہاں ۲۰۰ مکانات ہیں صرف تین، چار انچ تک پانی کھڑا ہے اس علاقہ سے بھی پانی نکالنے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ جب پانی نکالنے کا کام شروع ہوا تھا تب شہر میں ۵ ہزار مکانات زیر آب تھے۔ شہر کو سیلاب سے بچانے کی مکمل کوشش کی گئی تھی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ شگافوں کو پر کرنے کے لئے فوج بلائی گئی تھی تاکہ شہر میں پانی داخل ہونے سے روکا جا سکے۔ شہر میں سیلابی صورت حال کا جائزہ لینے کیلئے پردھان منتری، وزیر دفاع، مکھیہ منتری اور دیگر وزراء گئے۔ وہ صوبہ میں حالیہ سیلابوں پر ہوئی بحث کا جواب دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں لوگوں کو قرضے اور گرانٹ دینے کے لئے چھ کروڑ ۶۲ لاکھ روپے مہیا کئے۔ اکیلے ضلع روہتک میں ایک کروڑ ۹۶ لاکھ روپے کی ریلیف مہیا کی گئی۔ علاوہ ازیں روہتک شہر میں نقصان رسیدہ مکانات کی مرمت کیلئے ۲۰ لاکھ روپے الاٹ کئے گئے۔ ضلع سنگرور میں ۳ کروڑ ۱۹ لاکھ ۹۰ ہزار روپے بطور ریلیف دیے گئے۔